فلسفۂ مذہب و حقیقت اسلام

حسینی دار تبلیغ کا گیارھواں
شاندار نمبر

فلسفۂ مذہب و حقیقت اسلام

مع رسالہ انقلاب حسن نمبر (۱)
از مصنف حقیقت فاضل محقق ابو المظفر
سکریٹری حسینی دار تبلیغ
قیمت پختہ رنگین کاغذ ۲

باہتمام اسد حسن انصاری مہتمم شائع العلوم پریس فرنگی محل لکھنؤ میں طبع ہوا

دنیا میں حسینی مشن دار تبلیغ کی قابل قدر خدمات

جو ملک میں تبلیغ کی بے مثال خدمات انجام دے رہے ہیں جو صادقین کی محبت میں ہی پڑھ کر گذر سکیں

بتائید غیبی

دنیائے اسلام میں قابل قدر لائق فخر

پہلا نیا رسالہ

شانِ صبر

صفحہ ۱۴۰

قانون فضیلت و فلسفہ صبر فیصلہ شفاعت و مختاری حشر

از تصنیف

مصور حقیقت ابوالمظفر

بلا شکایت ہر مذہب کے لیے شائع ہو گیا ہے

جسمیں خدا انبیا ملائکہ اصحاب کربلا جنات دیگر زمین و آسمان کی مخلوقات کے

جانب ضبط و صبر کی مختلف قابل اثر شانیں مع اصول و قوانین دکھائی ہیں

جسکو

اکثر اہل قلم خصوصاً جناب مولانا مولوی سید محمد سبطین صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لدھیانہ نے

تقریظ میں ایک جدید قابل قدر علمی تصنیف تسلیم کیا ہے

نوٹ	حسینی دار تبلیغ سے حسب قدر کتابیں شائع ہونگی جدید مضامین کی وجہ سے رنگ کی بے مثال ہونگی

المبلغ مصور حقیقت سکریٹری حسینی دار تبلیغ محصل قلعہ نیا شہر اٹاوہ

نظم

خدا اور مادّہ

از نتائج فکر جناب حکیم سید علی صاحب آشفتہ لکھنوی

تری آنکھیں کور ہیں تو عقل کا پتلا سہی ‏ ‏ تیری دنیا تنگ ہے تیرے لیے دنیا سہی
کم ہے اک ذرہ سے بھی وسعت میں گو صحرا سہی ‏ ‏ قطرۂ بے آبرو ہے پاٹ میں دریا سہی

کھول آنکھیں کھول بس تیری حقیقت دیکھ لی
عقل تیری دیکھ لی تیری فراست دیکھ لی

رمز ہستی کا تری نظروں سے مضمر ہی رہا ‏ ‏ دائرے سے عقل کے یہ راز باہر ہی رہا
بس نمائش گاہ کا منظر یہ منظر ہی رہا ‏ ‏ دفتر تحقیق آخر کار دفتر ہی رہا

مادہ ہی مادہ میں رہ گئی فطرت تری
دشمن ادراک کتنی پست ہے ہمت تری

تیری نظروں میں یہ سب کون و مکاں فطرت کا ہے ‏ ‏ یہ زمیں فطرت کی ہے یہ آسماں فطرت کا ہے
سب نظام مہر و ماہ و کہکشاں فطرت کا ہے ‏ ‏ بوئے گل فطرت کی رنگ بوستاں فطرت کا ہے

تو سمجھتا ہے کہ فطرت کے سوا کچھ بھی نہیں
مادہ ہی مادہ سب ہے خدا کچھ بھی نہیں

یہ نظام روز و شب یہ انتظام مہر و ماہ ‏ ‏ یہ ثوابت اور سیارے یہ رنگین جلوہ گاہ
سب یہ فیض مادہ ہے یا نظر کا اشتباہ ‏ ‏ او حقائق کے مخالف تجھ سے خالق کی پناہ

دیکھ کر نظم و نسق کیا عقل تیری کھو گئی
بے شعور و بے ارادہ چیز خالق ہو گئی

عقل فعل و عقل کل عقل ہیولانی کو دیکھ — روح حیوانی و طبعی روح نفسانی کو دیکھ
حسن ترکیب نظام جسم حیوانی کو دیکھ — بے بصیرت ارتقاء شان انسانی کو دیکھ

غور تو کر کس قدر منطق ہے یہ فطرت سے دور
تو فلاطون زماں اور تیرا خالق بے شعور

اس زمیں کو جانچ لے اس آسماں کو جانچ لے — اک منظم روح ہے سارے جہاں کو جانچ لے
عقل کے معیار پر کون و مکاں کو جانچ لے — روح سے اجسام کے رابطہ نہاں کو جانچ لے

اُف تخیل کا یہ ہنگامہ تکلم کا یہ شور
جس سے تو واقف نہیں اس پر دلائل کا یہ زور

یہ لطافت یہ تنوع یہ تسلسل یہ نظام — یہ تقرر یہ تعین اور یہ حسن انتظام
ذرے ذرے میں ہزاروں فیض اور فیض عام — مختلف سب کے وظیفے مختلف سب کا کام

کار فرمائی حکیم عاقل و دانا کی ہے
یا ترے موہوم خالق کے رخ زیبا کی ہے

تو یہ کہتا ہے کہ ہے تخلیق کی یوں ابتدا — مختلف انواع کے ذروں کی حامل تھی فضا
خود بخود میل طبیعی انہیں جب پیدا ہوا — اک تناسب سے پہنچ کر جسم ذی حس بن گیا

اس تخیل کے تصدق اس تصور کے نثار
کس قدر آسان ہے یہ خود بخود کا اعتبار

علم بھی نام خدا رکھتا ہے تو جاہل نہیں — زندگی کا جز تفتیش ترے کچھ حاصل نہیں

نفس کا بندہ ہے تو اور روح کا قائل نہیں — تیرا دل تاریک ہے عرفان کے قابل نہیں

تیرا مسلک ہے یہی بس تیرا مشرب ہے یہی
تو فقط آزاد ہے اور تیرا مذہب ہے یہی

کسکو کہتے ہیں سزا اور کسکو کہتے ہیں جزا — حشر کیا اور نشر کیا دوزخ ہے کیا جنت ہے کیا
بس یہی منشا ہے تیرا بس یہی ہے مدعا — تو مذاہب کو سمجھتا ہے تمدن کی بلا

کیا سزا کا ہے محل ذرے جدا ہونیکے بعد
جسم طبعی یہ کہاں ہوگا فنا ہونیکے بعد

ہے بظاہر ایک حد تک مکمل اک دلیل — تونے رد کیواسطے چھوڑی نہیں کوئی سبیل
تیرا استدلال دلکش تیرا تصور جمیل — ہے ترے ادراک سے بالا مگر شان جلیل

جو بنا کے اپنی قدرت سے ہٹا سکتا بھی ہے
وہ اسی صورت سے پھر ذرے ملا سکتا بھی ہے

تو محقق ہے ترا معیار نظر پیدا تو کر — ان فضاؤں کے مناسب بال و پر پیدا تو کر
ذوق روحانی میں اپنے اک اثر پیدا تو کر — ہے بڑی دشوار منزل راہبر پیدا تو کر

عقل کے مسلک پہ چل حیرت سے دیوانہ نہ بن
ہوش میں آ ہوش میں قدرت سے بیگانہ نہ بن

یہ نشاط زندگی یہ کامرانی تابکے — ساز و ساماں تابکے یہ زندگانی تابکے
غور تو کر یہ نظام جسم فانی تابکے — یہ لڑکپن یہ بڑھاپا یہ جوانی تابکے

منکر خالق اگر خالق نہیں آرام ہے
اور جو خالق ہے تو پھر کیا ترا انجام ہے

فلسفہ مذہب اور حقیقت اسلام

مذہب کی تعریف اور ضرورت

مذہب کے معنے راستہ۔ طریقہ۔ اور خیال کے ہیں۔ اور عام اصطلاح میں کسی مقررہ قانون کی پابندی جسکو صحیح اور مفید سمجھ کے اختیار کیا جائے اسکا نام مذہب ہے۔

پابندی غیر پابندی کی تفصیل

انسانوں کی ابتدائی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔ ایک وہ جو کسی اصول کا پابند ہو۔ (ایسے انسانوں پر انسانیت کا اطلاق بھی درست نہیں) جیسے ایک مست۔ دیوانہ۔ بدصورت شکل جانوروں سے کم نہیں ہوتا یہی طبقہ دنیا میں لامذہب کہا جاتا ہے۔ ان آزادوں دیوانوں کی بھی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو وہ جو واقعی بوجہ مختلف امراض دماغ کے خارج العقل ہوتے ہیں دوسرے وہ کہ بظاہر دماغ تو صحیح ہے لیکن جہالت اور طبیعت کی وحشت سے جانوروں کی حالت بنائے ہوئے ہیں نہ ان کو شرم و حیا ہے نہ کسی کا پاس و لحاظ صرف کھا لینے اور پی لینے سے کام ہے ایسے وحشی دیوانوں سے اپنے پرائے سبھی بچتے اور کنارہ کش رہتے ہیں دوسروں کا مقصد تو ان سے کیا خاک پورا ہوگا جبکہ وہ خود اپنے ضروریات زندگی پورے نہیں کر سکتے یہ قسم خواہ تعداد میں کم ہو یا زائد یہ سب مرفوع القلم ہیں اور انکی خطا پکڑی نہیں جاتی اور انہیں سزا نہیں دیجاتی۔ ہاں اذیت اور نقصان دینے والے زنجیروں میں جکڑے جاتے اور کوٹھریوں میں بند کئے جاتے ہیں۔

اب یہ لوگوں کی عقل اور خوش اعتقادی کہ ایسے حواس باختہ مدہوش

یا کلوں کو ماننے لگیں اور انکی حرکتوں اور انکی سیدھی باتوں کو اپنی تقدیر آزمائی کا ذریعہ سمجھنے لگیں۔ انکے آگے ہاتھ جوڑنے لگیں مرادیں مانگنے لگیں دوسرے وہ کہ جو اپنے ذاتی اصول کی یا کہ غیر کے بنائے ہوئے قاعدوں کی پابندی کرتے ہیں۔ انکی بھی دو قسمیں ہو سکتی ہیں۔

ایک تو وہ جو فقط اپنی محدود زندگی اور اپنے خواہشات نفسانی کی اُصولی پابندیوں تک اپنا قصہ ختم کرتا ہے اور مرنے کے بعد کے کل جھگڑوں اور کسی طرح کی عبادت کرنیکو کچھ نہیں مانتا۔ اور یہی انکا خاص مذہب قرار پا گیا ہے اس قسم کے پابند خیال لوگوں کو میری رائے میں لامذہب کہنا صحیح نہیں ہے اگرچہ عرف عام میں پوجا نہ کرنے والے اور کسی کو نہ ماننے والے کو لامذہب کہتے آئے ہیں رہتے وہ لوگ جو کہ کسی کو مانتے اور پوجا پاٹ کیا کرتے ہیں انکا شمار کرنا تعداد بتانا سخت مشکل ہے چونکہ لوگوں کے مزاج آب و ہوا کے اختلاف سے مختلف ہوتے ہیں تو انکے خیالات بھی ویسے ہی بے شمار ہونگے تو لہذا تعین دشوار ہے۔ یہ بات ہر اک جانتا ہے:۔

کہ دنیا میں کوئی شخص سوائے دیوانے کے کم و بیش فکر و تردد اور حاجت و ضرورت کے پورا کرنے میں کسی قاعدہ قانون کی پابندی سے خالی نہ ملے گا۔

خدا کو نہ ماننے والے اور دنیا کی حیات تک قصہ تمام کرنیوالے کی مذمت

لہذا منکر طاقت الٰہی منکر قوانین الٰہی کو اوسوقت جوانمرد کہیں گے جبکہ وہ خود کو اور اپنے ہمخیال ساتھیوں کو جسمانی خواہشوں کے اذیتوں آفتوں دکھ بیماریوں سے بچا سکے نہ خود مرے نہ دوسرے کو مرنے دے مردوں کو زندہ کردے اور کاغذی

تصویروں میں جان ڈالکر پرندوں کو اڑا دے بے زبانوں کو بولا دے اور سوتوں کو جگا دے۔

دنیا قدیم ہمیشہ سے نہیں بلکہ حادث نئی چیز ہے۔

دنیا میں ہر جگہ دیکھو ٹوٹنا پھوٹنا بننا بگڑنا مرنا جینا پیدا ہونیکا سلسلہ قائم ہے ہر چیز میں تغیر اور تبدیلی موجود ہے۔ انقلاب پسند طبیعت ہونے سے بغیر کروٹیں لیے بغیر مختلف چیزیں کھائے پیے اور پہنے دیکھے اور بغیر موسمی حالت بدلے کسی کو چین بھی تو نہیں آتا کبھی خوشی ہے کبھی رنج ہے کہیں فقیری کہیں امیری ہے۔ ہر جگہ پر کسی جگہ جنگل تھا تو پھر آبادی ہونے لگی۔ گاؤں سے قصبہ پھر شہر بنگیا۔ کچھ زمانے بعد آب وہوا کے طوفان نے سب کو بہا کر رتیلا میدان بنا دیا۔ غرضکہ اسی قسم کی روزمرہ کی ہزاروں باتوں سے معلوم ہوگیا کہ دنیا پہلے سے نہ تھی خدا کے حکم سے یہ تمام زمین آسمان کی چیزیں دریا پہاڑ جانور آدمی پیدا ہوئے۔ اگر یہ قدیم ہوتی اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہوتی تو ہر چیز ایک حالت پر باقی رہتی۔ مذکورہ خرابیاں نہ پیدا ہوتیں تب یہاں دائمی رہنے سہنے چین سے پیر پھیلا کر سونے۔ ہر قسم کی حسرتیں تمنائیں کرنے ناز غرور گھمنڈ کرنے نئی شانیں دکھانے۔ خوب کھانے کمانے کا لطف بھی تھا۔ لہذا یہ مقام اطمینان سے بسر کرنے کا نہیں موت کی اذیت سے بیماری کی شدت سے اور نقصان دولت سے مقام خوف وخطر ہے جسکے تمام عیش وعشرت لذتیں تمنائیں حسرتیں سب بیکار صحت ومسرت دولت وثروت ہر قسم کی قوت طاقت شان اور شوکت سب بے اعتبار اور ناپائدار فنا اور موت کے اندیشوں سے نہیں بچ سکتیں جس

لہذا یہ نتیجہ نکلا کہ یہ موت اور فنا خالی از علت نہیں اسکے بعد کسی بڑے زمانہ کے ہونیکی ضرورت معلوم ہوتی ہے اور یہاں کسی بات کا جتنا بڑا عوض دیا جائیگا وہ پھر بھی فانی ہو جانے سے ناکافی اور بے قدر ہونے سے بے لطف ہوگا ونیز زمین و آسمان جیسی عظیم الشان انکی چھوٹی بڑی کل چیزوں کی قدرت طاقت حکمت و صنعت ضرور کسی بڑی طاقت و قدرت کے اُصول اور قوانین پر مبنی ہو کہ جسکی طاقت سب سے بالا اور جسکی ذات اور صفات سب سے اعلیٰ ماننا پڑیگی اوسی کو ہم خدا کہتے ہیں پس دُنیا کی قدامت کو یا اوسکی بڑی سے بڑی چیزوں کی طاقت کو تمام دیبی دیوتا کی قدرت کو اوسوقت مکمل مانیں گے کہ جب وہ خود کو بدستور ایک حالت پر ہمیشہ باقی رکھ سکے اور اپنے معتقدین کو تمام جسمانی حاجتوں سے فکروں سے اذیتوں آفتوں سے بگڑنے ہونے سے فنا اور موت کے عیبوں خطروں سے بچا کر قطعی پاک صاف بنا دے اگر سب ہو تو خود بنے گے چلنے لگے اور بیجان کو جاندار بنا ڈالے۔

بغیر قانون کی پابندی کے زندگی وبال اور خطرہ میں ہے

جبکہ دنیا میں ہم اپنے یا اپنے اہل وعیال اور خدمتگار کے لیے اپنے کھانے پینے رہنے سہنے اور بات چیت میں ملاقات کیلئے کچھ اپنے یا غیر کے مقرر کردہ اُصول کی پابندی کے بغیر باطمینان زندگی بسر نہیں کر سکتے اور بغیر پابندی کسی قاعدہ کے ہر وقت کی آزادی لاپرواہی سے نقصان وندامت ذلت اور اذیت سراسر اُٹھانی پڑتی ہے۔ بہر حال اسی اُصول سے بخوبی سمجھ میں آسکتا ہے کہ جس خدا نے زمین و آسمان کی کل چیزیں بغیر اُصول کے نہیں بنائیں اور

حکمت سے خالی نہیں تو اس لئے ہماری موت اور حیات کے لیے بھی کچھ اصول و قوانین ضرور مقرر کئے ہونگے جنکی اول تلاش پھر پابندی کرنا لازمی ہوگی۔ جن قوانین اور خدا کی معرفت بغیر خدا کیطرف کے مقرر کردہ معصوم صفت انبیا و آئمہ جیسے مکمل ذرائع کی پہلے حاصل کئے غیر معصوم انسانی ذریعوں سے ناممکن ہوگی۔ اور معصوم صفت انبیا و اولیا اللہ اور آئمہ کی شناخت بغیر انکی خاص مقرر شدہ اوصاف و شرائط معلوم کئے ہوئے اپنی طرف سے مقرر کردہ ذریعوں سے ناممکن ہوگی۔ (جنکی شناخت آیندہ بتائی جائیگی)

ان لامذہب دیوانوں جانور سیرتوں کو چھوڑ کر (جو کہ سوائے مذہب کے دیگر دنیاوی نمائشی خود ساختہ پابندیوں سے بچے نہیں ہیں) اب مذہب کے پابند انسانوں کا ذکر کرتے ہوئے اونکے مذہب کو پوچھیں تو ہر شخص یہی کہتا ہے "کہ میں خدا کے حسب مرضی صحیح راستہ پر چلکر خدا سے ملنے کا یقین رکھتا ہوں" جسے سنکر یہ اور الجھن پیدا ہوتی ہے کہ دنیا میں دو چار مذہب تو ہیں نہیں جبکہ ہزاروں لاکھوں مذہب جو آپسمیں سب ایکدوسرے کے قطعی ضد اور برعکس نظر آتے ہیں اور اپنے کو بہتر غیروں کو برا اور خدا کا مخالف سلف سے کہتے آرہے ہیں تو پھر ہمیں بھی انھیں کے اختلاف سے اور آپسمیں دوسرے کو برا کہنے سے صاف پتہ چل گیا ہے کہ سب متضاد خیالات فقط انھیں انسانوں کی ذاتی عقلوں اور دماغی خود ساختہ کوششوں کا بیجا نتیجہ ہیں ایک خدائے واحد سے اسقدر بے تعداد مذہب ہرگز نہیں ہوسکتے۔ پس جبکہ خدا ایک ہے تو اس کا قانون مذہب بھی ابتدائے نسل انسانی سے تا قیامت ایک ہوگا اور اوسکی

مخلوقات کیطرح مکمل اور مستحکم ہوگا جس قانون الٰہی اور پیمبران حضرت خداوندی
سے خود کو لاپرواہ اور ناواقف کار بنا لینے سے کسیکو معافی نہیں مل سکتی۔
جبکہ خدا عقلاً ایک مانا گیا تو اسکا قانون مذہب اسلام بھی ایک ہی ماننا پڑیگا
اور اسلام تا قیامت اپنے ایک اصول پر ہرگز کسیکو نظر نہیں آسکتا جبتک
کہ خدا کے مقرر کردہ پیشوا انبیا و اوصیا آئمہ کو سراپا نورانی ذات معصوم صفات
مجسم شان الٰہی نہ ڈھونڈا جائیگا۔

تمہید بابت تعدد مذاہب میری رائے میں تعدد مذاہب کے اسباب
میں زیادہ تر کھلی ہوئی چیز تمدن ہے۔ ممکن ہے اسکے علاوہ بھی اور کچھ
اسباب ہوں لیکن اگر امعان نظر سے دیکھا جائے اور ایک فلسفیانہ نظر
ڈالی جائے۔ تو سوائے مذاہب الٰہیہ کے اور تمام مذاہب مختلف خطہ ہائے
ارضی اور مختلف آب و ہوا و طریقہائے معاشرت کے منت پذیر نظر آئینگے
جسوقت سے دنیا متمدن ہوئی ہے اسیوقت سے ہر متمدن قوم کو اپنے لیے
ایک صحیح لائحہ عمل اور طریقہ کار بنانا پڑتا ہے تاکہ وہی آیندہ کیواسطے معیار
عمل بنجائے۔ رفتہ رفتہ ابتدا زمانہ سے اسی قسم کے تمام اُصول معاشرت
ہر ہر متمدن قوم کیواسطے مذاہب کی صورت اختیار کرنے لگے۔ ہر اُصول
کی اہمیت بڑہانے کیلئے اونکے عام طور سے رواج دینے کیلئے اون کے
پہلانے کیواسطے عقلائے قوم کو ضرورت لاحق ہوتی رہی کہ وہ اپنے ہر نظریہ کو
اونکی قوم میں واجب العمل بنا دیں۔ چونکہ خطہ ہائے ارضی و بساط عالم
میں مختلف تمدن جاری ہوئے لہذا مختلف مذاہب کا پیدا ہونا بھی ناگزیر تھا

ہوئے مگر وہ تمام تمدن ضروریات حیات و آب و ہوا کے ماتحت پیدا ہوتے رہتے
تھے لہٰذا ہر آنے والا دور اپنے اپنے مذاق و ضروریات کے لحاظ سے اُن میں
ترمیم و تنسیخ بھی کرتا رہا۔ اور ایک آب ہوا سے دوسری آب ہوا میں منتقل ہوتے
رہنے کیوجہ سے بھی تعدد مذاہب کی صورتیں بڑھتی گئیں یہانتک آج ایک
ایک مذہب کے لاکھوں مذاہب تیار ہو گئے۔ سچ ہے انسانوں کے بنائے ہوئے
مذاہب کا یہی حشر ہونا بھی چاہیے۔

آج جو ہم فخر کیساتھ مذہب اسلام پر نازاں ہیں تو کیوں صرف اس لیے
کہ اس مذہب میں دنیاوی آب ہوا اور تمدن کے تصرفات نہیں ہیں بلکہ یہ
مذہب مذہب الٰہی ہے جو دنیا کے ہر خطہ ہر قوم ہر نسل ہر آب ہوا میں اپنے مضبوط
و ٹھوس بنیادوں کو لیے ہوئے قائم ہے نہ جس پر زلزلوں کا اثر ہے نہ طوفانوں کا
نہ ہیبتناک جنگوں اور نہ سلطنتوں اور حکومتوں کا۔ دنیا میں ہزاروں تمدن
پیدا ہوئے اور مٹے اور اسیطرح قیامت تک پیدا ہوتے اور مٹتے رہیں گے۔
جسکی رو میں ہمیشہ مادی مذاہب خس و خاشاک کیطرح بہتے رہیں گے جسکو
ہمیشہ سائنس و فلسفہ انگلیوں پر نچاتا رہے گا۔ اور لا مذہبی کے اثر و رسوخ کو
بڑھاتا رہیگا۔ لیکن صرف اور صرف مذہب اسلام جو آسمانی مذہب اور
روحانی مذہب اور خدائی مذہب ہے وہ ہمیشہ ان گھنگور گھٹاؤں میں مہر عالمتاب
کیطرح چمکا ہے اور قیامت تک چمکیگا۔ یہ وہ مذہب نہیں ہے جس میں
انسانوں کے دماغ کا انسانوں کے عقلی تصرفات و ایجادات کارفرما ہوں
یہ تو فطرت اللہ کا تابع ہے۔ خدا نے بنایا ہے اور خدا ہی کا مذہب ہے

اسمیں سوائے روحانیت کے مادہ کا شائبہ بھی نہیں ہے۔ اب رہگیا یہ سوال کہ پھر مذہب اسلام میں اسقدر مختلف فرقے کیوں پیدا ہوگئے۔ تو ہمارے پیارے بھائیو وہ صرف اپنی غلطی اور اپنی خطا ہے۔ جسکی وجہ سنیئے۔

تعداد مذاہب کے اسباب عام نقطہ نظر سے

(۱) خدا کا نظروں میں نہ آسکنا (۲) موثر عالم خواہ کوئی مادہ ہے یا خدا اوسکے معلوم کرنے کیلئے فقط اپنی عقل و دماغ سے کام لینا (۳) اپنی طبیعت اور مرضی کو اپنا اعتقاد بنا کر دنیا کی چیزوں میں مختلف فائدے دیکھ کر مختلف چیزوں کو خدا یا اوتار بنا لینا (۴) فقط اپنی عقل پر اپنے آبائی مذہب کی پیروی پر بھروسہ کرکے خدا کے مقرر کردہ نبیوں اور انکے اوصیا کو نہ ماننا۔ بلکہ اپنے بنائے ہوئے خداؤں دیبی دیوتا اور اوتاروں کو اپنے اپنے تجویز کردہ خلفائے وقت کو مذہبی پیشوا اور موجب نجات و ایمان سمجھنا انکے اقوال و اعمال جائز و ناجائز کی پیروی واجب جاننا۔

اسلامی نقطہ نظر سے تعدد مذاہب کے وجوہات

(۱) دنیا کا دار تکلیف یا مقام آزمائش ہونا (۲) انصافاً جزا یا سزا دینے کیلئے خدا کیطرف سے جبر و سختی کا نہ ہونا اور قیامت پر نعمات جنت محصورہ اور دوزخ کا عذاب منحصر ہونا (۳) بذریعہ انبیا و اوصیا اچھائی برائی سے آگاہ کردینے پر انسان کو خود مختار کردینا۔ (۴) قرآن کے لفظوں کو آسان سمجھکر فقط عقل و رائے سے معنے مطلب کہنا اور خدا و رسول کے مقرر کردہ معصوم صفت انسانوں سے مدد نہ چاہنا (۵) شیطان کو بغرض آزمائش بنی آدم تا قیامت زندہ چھوڑ دینا

گمراہی کا موقع ملجاتا۔ (۶) کل ممنوع اور ناجائز حرام چیزوں پر بکثرت
لوگوں کا راغب ہونا اور جائز حلال چیزوں سے حکم یافتہ واجبی باتوں سے
زیادہ تر نفرت یا لاپرواہی کرنا عبادت میں بوجہ عدم خوف خدا کاہلی کرنا (۷)
باثر حکام و بادشاہاں وقت کا ہمیشہ بکثرت خلاف تمنائے خداوندی
عمل و اعتقاد پر ہونا (۸) انقلاب اور باطل پسندی سے مذہبی باتوں میں
جدت و مصلحت کر عام لوگوں کی کثرت کو پیشواؤں کی خود رو حکومت و دولت کی طامع
طبیعت کو داخل ایمان و عمل کر لینا (۹) اپنے خیال کی برائیوں میں اچھائیاں دکھانے
اور دوسرے کی اچھائیوں میں برائیاں پیدا کرنیکی فکر کرنا یا کر فقط اپنی بات کو
خواہ وہ غلط ہو ماننا اور دوسروں کی اچھائیوں کو نہ سننا جسکو تعصب اور ہٹ دھرمی
کہتے ہیں اسی کی وجہ سے حق قطعی چھپ جاتا اور باطل باغ سبز و شاداب دکھائی دیا
کرتا ہے اسی وجہ سے دنیا میں ہزاروں مذہب اپنی اپنی رائے اور عمل و اعتقاد
پر قائم ہیں ہر اک اپنے کو برحق اور سب کو باطل بنا رہا ہے اپنی دنیا اور دین دونوں کو
تباہ کر رہا ہے۔

چونکہ خدا جسم و صورت نہ ہونے کیوجہ سے دکھائی نہیں دیتا نہ آئندہ قیامت میں
متوالوںکو دیدار دکھا کر خود کو مجسم عیب دار بنانا چاہتا ہے سو اس نے اپنی معرفت کے
طریقے شناخت کی علامتیں نبیوں کو پہلے خود بتا کر انکے ذریعہ دیگر انسانوں کو
ہر زمانہ میں بتائیں اور مخلوقات کی کل چیزوں کو خدا کہنے یا سفارش کا ذریعہ سمجھنے
انکی پوجا کرنے سے منع کر دیا۔ اپنی مقررہ آسمانی صحیفوں میں ہدایتیں کر دیں لہذا اب بے جسم
و صورت کا بے عیب خدا اسیطرح عقل سے بے عیب دار نہ ثابت ہو سکیگا ایسے ہی اور اس

کامل کے خاص پیغامبر اور انکی کتابیں بھی کامل مکمل اور بے عیب ہونگی۔ چنانچہ دنیا کے بڑے بڑے عقلمندوں جالینوس بقراط سقراط اور افلاطون جیسے حکیموں کے جسقدر بنائے ہوئے خدا تھے وہ سب جسم اور احتیاج یا کہ ابتدا انتہا نکلنے کیوجہ سے باطل ہوئے محتاج اور سخت عیب دار ثابت ہوئے تو انکے جملہ قوانین جو کہ عبادت اور معرفت وغیرہ حاصل کرنے کے ہونگے وہ بھی غیر معتبر ثابت ہونگے۔

لہذا خدا اور اس کے پیغامبروں کے پہچاننے کیلئے علامتیں اور اصول و قوانین بیان بتائے جاتے ہیں۔

پہلے اپنے خدا کو ان نشانیوں سے پہچانو اور خوب سمجھو۔

(۱) مورخین اور فلاسفروں نے بالعموم اپنے اعتقادی خصوصیت مذہب کے رنگ یا کہ ذاتی خیال اور طبیعت انسانی کو یا کہ دنیاوی تمدن و معاشرت اور ملکی آب و ہوا کی ضروریات اور قومی رسم و رواج کو لیتے ہوئے فلسفہ مذہب لکھا اور دنیاوی رنگ میں الہی شان دکھانا چاہی جس سے کہ الہامی یا کہ آسمانی کتاب اور الہی مذہب کی تلاش کرنیوالے کو پورا اطمینان نہیں ہوتا اور وہ بجائے فائدہ حاصل کرنیکے خود معرض خطر اور حالت تذبذب میں پڑجاتا ہے۔ لہذا ایسے اصول کے بتانیکی ضرورت ہوئی کہ جو دنیاوی جملہ اعتقادات کو (جو کہ خود انسان کے ناقص اور محدود عقل و دماغ سے پیدا ہوئے تھے) باطل کرکے ایسے واحد و یکتا ذات کا پتہ بتا سکتے ہیں کہ جسکی دنیا میں کوئی نظیر اور مثال نہ ممکن ہوسکے۔ اور نہ عقل و وہم میں کسی کے آسکے نیز یہ کہ جو چیز خود بے نظیر بے مثال ہے تو اوسکی تمام صفتیں تمام حکمتیں تمام صنعتیں تمام دلیلیں اور حجتیں اور نشانیاں جسقدر ہونگی وہ لاجواب ہونگی اور جسقدر تمدن و معاشرت اور طاقت و عبادت کے قانون ہونگے

وہ سب تاقیامت بلا تغیر و تبدل بلا ترمیم و تنسیخ محکم و استوار اور ایک حالت پر برقرار رہینگے۔ جنھیں ناقص انسان کا دست تصرف نہیں چھو سکتا ہے۔

(۲) دنیا میں ہر عقل سلیم اور طبع مستقیم جو کہ اپنی ذاتی اعتقاد اور مذہبی تعصب سے خالی اور سچی نیت سے الٰہی شان ڈھونڈنے والی ہو تو وہ ذیل کے چند اصول کے موافق آسمان و زمین کی کل چیزوں کو دیکھے کہ آیا کسی میں شان الٰہی پائی جاتی ہے تو ہرگز کوئی شئے مخلوقات میں نہ مل سکے گی بجز ایک طاقت و قدرت والی شئے کے جو کہ تمام مخلوقات کی شان سے جدا ثابت ہوگی۔

مذہبی تعصب سے خالی اور حق کا متلاشی عقلاً چاہتا ہے کہ اسکے اعتقادی اصول دنیا میں ایسے محکم اور عالی خیال کو لیے ہوں کہ دنیا کے تمام اعتقادات کو پست اور باطل کر کے خود زبردست ہو کر شان الٰہی دکھا سکیں اور چھوٹے بڑے کے دلوں کو بھا سکیں اور انکے عقل و دماغ میں آسکیں۔

الٰہی مذہب کی شان

ایمان و اطمینان دینے والے الٰہی صفات

پہلے ہم اک طاقت کو فرض کرکے اوسمیں ہر اک کی من لگتی صرف اک شرط لگاتے ہیں۔

(۱) کہ وہ طاقت ایسی کامل ہو کہ بے عیب ہو۔

(۲) لیکن بے عیب وہ ہوگی جو کبھی کسی کی محتاج نہ ہوگی۔

(۳) جو شئے کسی کی محتاج نہیں وہ لازمی ہے کہ غیر مادی ہوگی۔

(۴) اور جو غیر مادہ ہوگی تو اوسکے جسم و صورت ممکن نہو گی۔

(۵) اور جس کے مادہ اور جسم و صورت ناممکن ہو تو محال ہے کہ اوسے کسیوقت بھی کوئی آنکھ یا کہ حکمتی شیشہ خود دیکھ سکے اور عقل و وہم اسے محدود کر سکے۔ اور جس شے کو آنکھ یا کوئی آلہ نہ دیکھ سکے تو اسیقدر درجے طے کرنیکے بعد بلاشک دنیا میں بے نظیر اور بے مثال ہو کر تب کامل کہی جائیگی اور جسکی مثال ناممکن ہو تو وہ واحد و یکتا ایک ذات ہوگی دو ہرگز نہونگی اگر دو برابر کی طاقت کی مانی جائینگی تو دونو ایکدوسرے کی نظیر و مثال ہو جانے سے آپسمیں ایکدوسرے کو ناقص اور عیب دار کردیگی کیونکہ بے نظیر و بے مثال کے مقابلہ میں جسقدر ہم صورت و سیرت ملتی رہینگی وہ پہلی شے کے حسن کمال کو مٹاتی رہینگی تو پھر بے نظیر و بیمثال کامل شے کے مقابلہ میں ناقص عیب دار کو کوئی نہ پسند کریگا

خدا کے دیگر صفات کمالیہ جس شے کے جسم و صورت اور مثال ممکن نہیں تو وہ کسطرح اب یا آئندہ کسی نگاہ سے یا کہ عقل و وہم کے دائرہ سے محدود و مجسم ہو کر محسوس معیوب ہونیکو پسند کریگا۔ (۲) تو ایسی بے صورت و بے مثال شے ہی قدیم و ازلی (جسکے ہمیشہ سے ہو جسکی ابتدا نہ فرض کیجا سکے) اور ابدی (جسکا خاتمہ نہو) ہو سکتی ہے اور جو شے ازلی اور ابدی مسلّم ہوگی وہ کبھی فانی اور حادث بھی نہو گی ہمیشہ حی اور قائم رہیگی کیونکہ ہر جسم دار شے ابتدا و انتہا نکلنے کیوجہ سے سخت عیب دار ہو جاتی ہے اور جو شے جملہ عیبوں سے پاک ہو تو وہ بذات خود قادر و مختار ہوگی۔ پیشتر سے تمام آئندہ باتوں سے عالم اور باخبر اور باقر ہوگی بذات خود صادق اور عادل ہوگی نیز ہر بات کا خود ہی قصد و ارادہ کر سکے بلا مدد غیر کے خود ادراک سکے بغیر کسی آلہ اور ذریعہ کے خود بخود سمیع (سننے والا) بھی ہوگا اور بغیر آنکھ یا کسی آلہ کے خود بصیر دیکھنے والا ہو بغیر زبان

کسی بیجان چیز درخت پتھر وغیرہ کے ذریعہ بذات خود متکلم ہو سکے۔

قیامت کا کھلا ثبوت | پس جس مکمل طاقت میں ایسی صفات کاملہ موجود ہوں تو وہی زمین و آسمان جیسی عظیم الشان مخلوقات کے مختلف قسم کے مادے ذرا دیر میں بنا سکتا ہو اور جبکہ وہ انکا خالق ہے تو اونکے اجزا کا علم بھی اوسے لازمی ہو گا جس علم کیوجہ سے انکو جب چاہے پہلے حالت کیطرح مٹا کر معدوم بھی کر سکتا ہے اور جب وہ چاہے ہر جسم کے مختلف یا موافق مادوں کے اجزا کو (خواہ وہ آپس کے موافق و متضاد متقبائن اجزا میں گھل مل گئے ایک ہو گئے ہوں) آناً فاناً میں فراہم کر کے اپنے پھر وہی جسم تیار کر سکتا ہو کہ جن اجزائے ترکیبیہ سے دنیا میں اوسنے عمر گذاری تھی۔ تاکہ وہ دنیاوی جسم اپنے انہی اجزائے ترکیبیہ کیساتھ قیامت میں اپنے اعمال کی نیک و بد جزا اور سزا پا سکے اور نیک جسم کے اجزا بدوں کے جسم میں اور بدوں کے نیکوں کے جسم میں ملکر ناحق جزا اور سزا پا کر خالق کی علم و حکمت اور قدرت میں کسی قسم کا عیب اور الزام نہ لگوا سکیں۔ اور اگر خدا میں مادوں کے بنا دینے مٹا دینے اور جسم کے مخصوص اجزا کو دوبارہ جمع کر دینے کی قابلیت نہیں ہو تو وہ خدا نہیں کہا جائیگا اور نہ ایسے نااہل ناقابل خدا کی عبادت اور شریعت معتبر اور باعث نجات ہو سکتی ہے۔

خدا کی ذات و صفات بعینہٖ ایک ہی چیز ہیں | چنانچہ مذکورہ بالا خدا کے اوصاف قدیم ازلی ابدی قادر مختار۔ حی باقی۔ عالم عادل صادق مدرک سمیع بصیر متکلم۔ رازق خالق۔ وغیرہ کل صفات خدا کی ذات سے جدا نہ ہونگی ذات اور اوسکی صفات سب بعینہٖ وہی ایک ہی ہیں۔ ورنہ دیگر مخلوقات کے صفات کیطرح اگر صفات کو انکے موصوف سے جدا فرض کریں تو پھر موصوف بھی

ساتھ ہی معدوم ہو جائیگا۔ پس ایسا خدا ہرگز خالق ہونیکی اہلیت نہیں رکھ سکتا کہ جسکا وجود صفات کے ہونے پر منحصر ہو۔

نتیجہ بجز خدا کوئی چیز خالق نہیں ہو سکتی۔

اب مذکورہ بالا الٰہی صفات کے سامنے سوائے ایک خالق کی ذات کے کوئی دوسری چیز زمین آسمان کی (خواہ وہ کیسی ہی صاف شفاف نورانی ہو بجلی کیطرح طاقتور۔ ہوا۔ نفس۔ روح۔ جیسی پیچ الاثر ہو) مختلف قسم کے عیب پائے جانے سے خدا نہیں ہو سکتی کیونکہ ان سب میں مادہ جسم و صورت رنگ روپ عرض و طول حرکت و سکون۔ مکان اور زمانہ وغیرہ پچاسوں باتیں پائی جاتی ہیں جس کے تغیر ہوتا ہے۔ اور تغیر و تبدیلی سے ابتدا انتہا پائی جاتی ہے اور جس شے میں ابتدا اور انتہا نکلے گی وہ قدیم اور ابدی نہیں ہو سکتی حادث ہو گی تو دنیا کی کل چیزیں جہانتک فرض کر سکو خدا کیطرح قدیم اور ابدی نہیں ہو سکتی۔ سب کی سب حادث اور فانی ہی ثابت ہو نگی خدا ہرگز نہیں ہو سکتیں

خدا کیطرح نبی امام و پیشوائے مذہب بنانا کسی کے اختیار میں نہیں

جبکہ دنیا کی کوئی چیز خدا نہیں بن سکتی خواہ وہ انسان و حیوان ہو یا کہ نباتات معدنیات پہاڑ دریا آگ ہوا چاند سورج دیگر ستارے بادل بجلی یا کہ زمین آسمان ہو تو ان میں سے کوئی خود سے خدا کا کارندہ پیامبر ایجنٹ بھی بغیر خدا کے حکم کے نہیں بن سکتا نہ چند ہمخیال ملکر کسی جاندار۔ بیجان طاقتور شے کو خدا یا اوسکے پاس جانے کے لیے رہبر اور پیشوا بنا سکتے ہیں خواہ انسانوں کے بنائے ہوئے خدا دیبی دیوتا۔ نبی اور امام و پیشوا کیجانب ماننے والے لوگوں کی تعداد کم سے کم ہو یا زیادہ سے زیادہ لاتعداد بھی ہوں وہ سب عقل اور حکم خدا سے باطل گمراہ باغی طاغی

اور ظالم سرکش ثابت ہونگے خواہ وہ اپنے دانست میں خیر خیرات عدل و انصاف وغیرہ جملہ صفات سے مکمل بنا دیے جائیں لیکن لوگوں کا بنایا ہوا خدا یا نبی یا امام یا ایجنٹ شیطان کی عارضی غرضی عبادات و معرفت کیطرح تا ابد ملعون و مردود رہیگا۔ نجات کے پاس نہ آئیگا۔

مذکورہ بالا خدا کی صفات کاملہ کے علاوہ اوسکی بجید حکمتوں قدرتوں اور آسمان و زمین کی چیزونکی عجیب و غریب صنعتوں اور اونکے اثر و خواص اور مقررہ اصول و انتظام سے ہر عاقل کو اس امر کا مکمل یقین ہو سکتا ہے کہ ایسے متقن و بر خدائے واحد نے مذکورہ چیزوں کے بلا تغیر مکمل اصول کیطرح حضرت انسان کو جامۂ انسانیت پر آراستہ رہنے اور پھر اپنے پاس بلانے کیلئے یعنے زمانہ حیات میں نیز بعد موت کام آنے کیلئے ضرور کچھ قوانین معاش و معاد ایسے پختہ بنائے ہونگے کہ جو تا قیامت تبدیل نہ ہو سکیں۔ جنکی تلاش ہر اک پر واجبی ہے۔

انبیا کی ضرورت اسلئے ہے کہ خدا کے اغراض و احکام اور اوسکے ہدایات اور پیام خاکی بندوں کو بلا کسی واسطے اور ذریعہ کے مقرر ہوئے از خود کیونکر معلوم ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ خدا کی شکل و صورت نہیں جو خود آسکے اور کسی میں طاقت نہیں جو اوسے دیکھ پاسکے امرا و رؤسا یا کہ شاہان دنیا بھی بغیر کسی نائب کے ذریعہ چلمنوں کے اندر رہے ہر اک سے کلام کرنا خلاف شان سمجھتے ہیں تو خدا نے بدرجہ اولیٰ اپنے اور خاکی بندوں کے درمیان دنیا کی پیدائش سے ہزاروں برس پہلے اپنے نور سے کچھ صورتیں فرشتہ سیرت بشری جامہ میں پیدا کیں جنکو پنجتن پاک بارہ امام یا چودہ معصوم کہتے ہیں جو کہ سب کو لا ذك

لما خلقت الافلاک کے مجموعی محمدؐ کے خطاب میں باعث ایجاد
و اقطاب عالم مقصود خدا و مدار کائنات اور مجسم شان باری ہیں جنکا محمدی نور
ہر زمانہ میں ہر مقام پر ابتدائے آدمؑ سے عیسیٰؑ تک انبیا کے جامہ میں خدا کی خدائیت
انبیا کی نبوت خدا کی عبادت و قیامت اور ضروری وقتی احکام کی ہدایت سکھاتا
مخلوقات پرستی سے ڈراتا رہا۔ مشہور چند نبیوں کے نام سے نامزد ہوتا رہا۔
ان ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں کے ذریعہ ہر زمانہ میں بقدر ضرورت لوگوں کو
تعلیم اسلام ہوتی اور چند مشہور نبیوں کے ناموں سے انکی شریعت نامزد ہوتی رہی چونکہ
وہ سب شریعتیں وقتی تھیں تو انکے اصول اور فروعی احکام بھی مختصر ہوا کرتے
(خواہ کچھ باہم سخت اور بعد اتمام حجت انکی امتیں معذب ہو جاتیں) لیکن ازل سے
نزد خدا چونکہ رسول خاتم النبیین کی بعثت نبوت و رسالت اور کعبہ کی بتول سے
طہارت فقط علیؑ کی ولادت اور تصدیق رسالت پر موقوف و منحصر تھی تو
پھر رسولؐ سے نامزد شریعت اسلامی کی جڑ اور بنیاد کا تا قیامت کمال و استحکام
بھی رسولؐ کے ذریعہ روز الست جیسا منظر خم غدیر پر خلافت علیؑ مرتضےٰ سے
دنیا کو علانیہ دکھانے اور انکی امامت و خلافت کے ماننے منوانے پر منحصر کیا گیا
تو اور آیۂ الیوم اکملت لکم و رضیت لکم الاسلام دینا کو فوراً علیؑ کے خلیفہ ہو جانے پر
نازل کیا لہذا حسب تعداد پنجتن اسلام کے ایمانی اصول کی تعداد پانچ اور
فروع چھ یا کہ سات تعداد پر قرار پا کر خدا نے دین کی تکمیل کی اور اسلام سے
اپنی رضامندی اور اتمام نعمت کی تا قیامت مہر لگا دی۔ ایک لاکھ حاجیوں نے رسم بیعت
و مبارکبادی ادا کی جسکی سب جگہ شہرت ہو گئی۔

انبیا و آئمہ کی صفتیں اور علامتیں

جبکہ خدا دیکھنے کی چیز ہی نہیں تو کسی کے
عقل و دماغ میں بغیر خدا کے مقررہ معلم یا سفیر کے بتائے وہ سمجھ میں نہیں آسکتا تو
اُسکے بتانیوالے بھی نورانی ذات ملک صفات معصوم اور سراپا شان خداوندی
ہونے کیوجہ سے گذشتہ آیندہ کے حالات سے آگاہ تمام جانداروں کی زبانوں سے واقف
بیجان چیزوں کو بحکم خدا بولوا دینے چلا دینے پر قدرتی چیزوں کے بدلدینے پر قادر ہوتے
غرضکہ جیسی ضرورت معجزات کی ہوتی دیسا بحکم خدا دکھا کر خود کو خدا کا پیغامبر ثابت
کرتے تھے خدا کے تمام انبیا اور آئمہ بجز خدا کے تعلیم حاصل کئے دنیا کے کسی اوستاد
سے نہیں پڑھے ہوتے۔ ورنہ رتبہ اُستادوں کا اپنے شاگرد انبیا سے بڑھ جایا کرتا
حالانکہ سوائے خدا کے باقی کل مخلوقات پر انبیا کی اطاعت اور تعظیم واجب ہے
پس انسانوں کے بنائے ہوئے دیوتا۔ اوتار۔ پیر پیمبر۔ امام وخلیفہ سب محتاج باطل اور
نامقبول باری ہوگئے۔ کیونکہ ان میں بجز کبھی کمال کے الٰہی طاقتیں معجزہ جیسے شرائط پر نہ تھیں

نوٹ | اہل اسلام کی علم کلام کی کتابوں میں اسلام کے اصول توحید۔ مع صفات۔ نبوت۔ امامت
قیامت اور فروعات کی مفصل باتیں ثابت کی ہیں دیگر مذاہب کی کتابوں سے جبکہ خدا کی توحید نہیں ثابت ہو سکی
تو باقی باتیں سب ہیچ اور بیکار ہونگی۔ جبکہ خدا کا واحد ہونا اسلام میں ثابت ہے تو خدائے واحد کا ایک ہی پسندیدہ
مذہب وہ اسلام ہے جو کہ انبیا کے ذریعہ آئمہ معصومین کے ہاتھوں قیامت تک باکر وہ ہرگز تبدیل نہوگا۔ بخلاف دیگر
مذاہب خواہ انھوں نے بہتیرے خدا اور نبی اور بہتیرے خلیفہ رسول بنالیے وہ سب انسانوں کی عقلوں کا نظر
ہو کر خدا اور رسول کے نزدیک باطل ہیں نجات یافتہ ہرگز نہونگے۔

چونکہ خدا واحد ہے تو دنیا میں رہنے اور پوجا کرنے کا طریقہ بھی صرف ایک ہی پسند ہوگا جو اُن کے بنائے ہوئے انبیا اولیا اوصیا کے ذریعہ آیا اور تاقیامت قائم رکھنے کا کوئی اوس نے انتظام کیا ہے اور مذاہب کا اختلاف اوسکی طرف سے نہیں خود لوگوں کی طرف سے پیدا ہوکر سب کو گمراہ بنا دیا ہے۔ پس اب ایک طریقہ کی پہچان کی تلاش کرنا چاہئے۔ تو عاقبت بخیر ہوگی ورنہ خراب ہو جائیگی۔

تحقیق کی دوسری منزل اب اسلام کے دائرہ توحید و نبوت و خلافت اور قیامت میں آکر اک حشر برپا ہوتا ہے اور مسلمانوں کے رسُول کی چند مسلمہ احادیث کی بابت بغرض حصول اطمینان کچھ سوال و جواب قائم کے جاتے ہیں۔

(۱) پہلے رسُول کی حدیث ہے جو کہ تمام اسلامی فرقوں کے نزدیک صحیح مانی جاتی ہے ہر اک اپنے کو ناجی جنتی کہتا ہے اور اپنے سوا سب کو خدا کا مخالف اور جہنمی بتاتا ہے وہ یہ کہ میری اُمت میں تہتر فرقے ہونگے جنمیں ایک جنتی باقی سب جہنمی ہونگے" سب کے سامنے پیش کرکے پوچھا جاتا ہے کہ یا تو لوگوں کا خود کو جنتی سمجھنا غلط اور بیکار ہے یا (معاذ اللہ) یہ حدیث صحیح نہیں ہے کہ جیسے لوگوں کو لاپرواہی سے کچھ خوف نہیں ہوتا اور تلاش حق میں کوشش نہیں کرتے بلکہ مذہبی گفتگو اور مذہبی تحقیق کو بداخلاقی بدتہذیبی سمجھتے اور مذہبی تحریر و تقریر کو نفرت و حقارت سے دیکھتے اور گفتگو کرنیوالے کا مذاق اڑاتے یا اوسکے ساتھ اذیت اور نقصان پہونچانے کا برتاؤ کر بیٹھتے ہیں اور اگر اکثر نادانوں کے ناقص خیال سے دیکھا جائے (کہ مذہب سب خدا کے ہیں وہ نکتہ نواز ہے سبھی بخشے جائیں گے) تو پھر خدا کے اسقدر مکمل انتظام اور بندوبست لاکھوں انبیا اور آسمانی کتابیں بھیجنے۔ اپنے پیامبروں کو اپنے خاص

صفتوں سے قدرتوں سے آراستہ کرنے انکو اپنا سچا امین اور قابل اعتبار شخص جانچنے کی کیا ضرورت ۔ بہشت دوزخ ۔ جزائیں سزائیں مقرر کرنے اور منہیات ممنوع باتوں کے روکنے کی اور بہشت کی نعمتیں اور ثواب کے بہترین معاوضوں کی ترغیب دینے کی کیا ضرورت اور اسلام جیسے مذہب کو جا بجا (ان الدین عند اللہ الاسلام فرما کر اپنا مذہب جتانے یا الیوم اکملت ورضیت لکم الاسلام کے قول سے منتخب اور مکمل کرکے اپنے اسلام کو مصطفےٰ اور رضیت لکم سے دین کو سراپا مرتضےٰ بنانے کی کیا ضرورت تھی ۔

پس اوسکے جا بجا کلام اور مختلف دین و دنیا کے محکم انتظامات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا پسندیدہ مذہب اگر ہے تو دین اسلام ہے باقی سب لغو اور باطل ہیں لیکن اس حدیث رسول سے نئی بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ خود اسلام میں سوائے ایک مذہب علی مرتضےٰ کے کل مذاہب اسکے طرف سے باطل اور گمراہ نظر آتے ہیں ۔ یہ کیسی دلیل ہے ؟ اسلیئے کہ اسلام کے جسقدر فرقے ہیں وہ سب کے سب کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں شریک ہیں کوئی انکاری نہیں خواہ شیعہ ہو کہ سنی اور کلمہ لا الہ سے تمام دنیا کے طبع زاد خداؤں دیبیوں دیوتاؤں کی نفی اور نفرت کا کر برات اور تبرا کرکے الا اللہ کہکر زمین و آسمان کے حقیقی خدا کے وجود کا اقرار کرتے ہیں اور پھر محمد رسول اللہ کہکر انبیا کی نبوت اور محمدؐ کی رسالت کا اقرار کرتے ہیں نیز قرآن کو کتاب خدا اور قیامت پر فرشتوں پر ایمان رکھتے کعبہ کو قبلہ مانتے ادھر رخ کرکے سجدہ کرتے عبادت حج و زیارات کیا غرض سبھی ارکان اسلام ادا کرتے ہوئے اسلام کے دائرہ میں آتے اور مسلمان کہلا کر پاک پاکیزہ سمجھے جاتے ہیں جو کوئی

فرقہ مذکورہ بات تو نہیں کسی کا انکار کریگا تو وہ مسلمان ہی کب کہا جائیگا لہذا ہیا نکات
ایمان کی منزل میں وہ شیعہ فرقہ بھی کلمہ بکلمہ سب فرقوں کے برابر مسلمان ہو کر جو
بعد رسولؐ صرف علیؑ کو خلیفہ بلافصل اور دیگر آئمہ معصوم اولاد علیؑ و فاطمہؑ
کو خدا اور رسولؐ کے خلیفہ اور حجت سمجھنے پر اکتفا کرتا ہو اسکے سوا غیر کو خواہ کوئی ملک
مقرب بھی مدعی خلافت بلا حکم خدا اور رسولؐ ہو جاتا تو اسے بھی اپنا خلیفہ ملنے
پر تیار نہیں ہو سکتا جس خاص اعتقاد کی بدولت اثنا عشری فرقہ عام کلمہ گو
مسلمانوں سے اور بارہ معصوم آئمہ سے کم یا زیادہ ماننے والوں سے بقول خدا و
رسول جدا ہو کر ناجی ثابت ہوا ہاں معاویہ اور خلفائے ثلثہ کو رسولؐ کا اگر خلیفہ نہ ماننے کی قسم انکو مومن بھی سمجھے
اور اس اعتقاد کی بدولت انکے معتقدین کی طرف سے رافضی کیا کافر اور دوزخی بنا دیے
جائیں تو وہ بلا خوف حملہ خطابات و ناز یبا کلمات صحابہ ثلثہ کی بدولت سننے پر
شوق سے تیار رہینگے۔ مگر صحابہ کے ایمان و اسلام کو دور سے سلام ہی کرتے رہینگے
انکے آپسمیں ہمکو یا کہ ایک دوسرے کو کافر بنا دینے اپنے دلکو خود ناجی بنا کر خوش
کر لینے سے کوئی فائدہ کسی کو نہیں پہونچ سکتا آیتیں حدیثیں صحابہ ثلثہ یزید معاویہ
وغیرہ کے خود اعمال اور انکی کتابیں انکے عالم انکو سراسر کافر بناتے ہوں تو بیچارے
شیعوں کا کیا قصور ثابت ہوا۔

اور حدیث رسولؐ کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہمنام محمد ہونگے) کے خلاف تعداد ہیں
میں کم و بیش یا غیر معصوم خلفائے دنیا کو ماننے والے لوگ سب باطل فرقوں کیطرح
باطل اور گمراہ رہینگے۔

پس کلمہ طیبہ میں (جو کہ تمام مسلمانوں میں مشترک شے ہے) حد فاصل اور

مغفرت ونجات کی ترازو اگر ہے تو لیں خلافت و امارت علی مرتضیٰؑ اور حدیث آئمہ اثناعشر ہے۔ کہ اوسکو خدا اور رسولؐ کے حسب مرضی اپنے مذہبی اصول میں شامل کرنیوالے فقط شیعہ اثنا عشری مسلمان ہیں۔ لہذا انکے اصول مذہب بھی پنجتن کے عدد اور غرض کے موافق پانچ قرار پائے۔ توحیدؔ۔ عدلؔ۔ نبوتؔ۔ امامتؔ۔ اور قیامتؔ اور باقی بہتر مسلمان فرقوں کے اصول مذہب صحابہ ثلثہ عمرو بوبکر عثمان کی عدد اور اعتقاد کے موافق تین ہی رہے یعنی توحیدؔ۔ نبوتؔ۔ اور قیامتؔ کا اعتقاد جو کہ خدا اور رسولؐ کے حسب مرضی مذکورہ احادیث رسولؐ سے ناکمل نامقبول ہو کر مغفرت ونجات کے لیے ناکافی ثابت ہو گیا جسکا کھلا ثبوت آدمؑ کے خلیفہ خدا ہونے پر شیطان کے عمل اور اعتقاد سے کھلا ملتا ہے کہ شیطان (جو کہ کثرت عبادت سے معلم الملکوت ہوا اور خدا کی وحدانیت اور نبوت اور قیامت تینوں اصول پر ایمان رکھتا تھا کافر و منکر خدا نہ تھا) فقط حضرت آدمؑ کو زمین کا خلیفہ اپنے مقابلہ میں نہ ماننے سے اس نے سجدہ نہیں کیا تھا اور وہ تا قیامت ملعون مردود باری ہو گیا اور خدا نے اوسکے سچے اعتقاد اور کثرت عبادت کی کچھ پرواہ نہ کی۔ جسکے ذکر سے قرآن میں ایک جگہ نہیں پچاس جگہ محض اسلیئے خدا نے یاد دہانی بار بار فرمائی کہ آئندہ انبیا کی امتیں شیطان کے واقعہ سے عبرت ونصیحت حاصل کر کے بنی آدم اپنے دشمن کے عمل بد سے بچیں اور خدا کی خلاف مرضی خود ساختہ نبوت وخلافت کے عمل اعتقاد پر عدول حکمی نکریں۔

احادیث وتفاسیر اہل سنت میں غدیر خم کا واقعہ خلافت علیؑ اور بارہ خلیفہ ہمنام رسولؐ ہونے کو متعدد کتابوں میں سب سے معتبر راویوں نے ذکر کیا ہے جسکا مختصر ذکر معہ ثبوت

آنیدہ دیا ہو کہ آیہ یاایہا الرسول بلغ نازل ہونے پر رسول نے علیؑ کو اپنا خلیفہ
ہزاروں مسلمانوں کے اجماع پر بیعت و مبارکبادی لیکر مقرر کیا اور اسیوقت
آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و رضیت لکم الاسلام دینا نے نازل
ہو کر تکمیل مقصد خدا و اتمام نعمت محبت خلافت علیؑ اور رضامندی باری کی مہر اطاعت
و خلافت علیؑ اور طریقہ مرتضویؑ پر لگادی۔ اب اگر خدا و رسولؐ کو کوئی نہ مانے تو انکو
کچھ پرواہ نہیں وہ تا قیامت خدا اور رسول کہے جاینگے اسیطرح وہ بھرے مجمع میں
علیؑ کو خلیفہ رسول بناکر بری الذمہ ہو گئے اور مسلمانوں کے بعد کے جھگڑوں تصفیہ سے
کو قطعاً میٹ دیا۔ احادیث فضائل اہلبیت اور شان علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ اور دیگر
آئمہؑ کے باب میں بکثرت بیان کردیں قرآن میں سیکڑوں آیتیں بھیجدیں محض اسیوجہ
سے کہ یہ الہی خلافت جسطرح معصوم انبیا کے ہاتھوں امانت رہی اسیطرح سے
معصوم اوصیا و آئمہ کے ہاتھوں قیامت تک بنی رہے سو بنی رہی۔ خواہ بعد رسولؐ
عمر ابوبکر عثمان صحابہ خود مدعی بنکر خلافت ظاہری لیکر دنیاوی حکمران بنجائیں وہ
خدا یا کہ رسول کے خلیفہ نہیں ہو سکتے۔ خواہ انکو دنیا بھر تا قیامت خلیفہ رسولؐ
کہا کرے اور علیؑ و آل رسولؐ کو کوئی بھی خلیفہ رسولؐ نہ مانے اور حسنؑ و حسینؑ جیسے
نوری ذات اور معصوم صفات کو چھوڑ کر یزید و معاویہ کا کلمہ پڑھکر اسکے طرفدار
صحابی قرآن حافظ ہزاروں مسلمان بنجائیں اور فتح یزیدی پر عید کیطرح خوشیاں
منائیں کچھ پرواہ نہیں حسینؑ کی امامت حقانیت نہیں مٹ سکتی علیؑ کی تلوار
نے کفار کے علاوہ معاویہ اور حضرت عائشہ کے کئی ہزار مسلمانوں پر چلکر اور حسینؑ کی تلوار
یزیدی لاکھوں مسلمانوں پر چلکر انکی اور صحابہ ثلثہ عمر ابوبکر عثمان کی خلافتوں کو اونکے

اعمال کو کالعدم باطل کیا حق سے جدا اور نجات سے دور ثابت کر دیا حق و باطل میں تا قیامت فیصلہ کر دیا ہے جو نہ سمجھے گا اوس سے خدا سمجھے گا۔

محبت و ایمان کی تعریف قرآن و آئمہ رسولؐ کے درمیان برتاؤ

محبت اور ایمان جدا نہیں دونوں ایک ہیں آدمی کی جان ہیں جنکی یہ تعریف ہے کسی حسن و کمال کیجانب اپنے دلکو مائل کر کے اوسکے حکم پر چلنا اسکی ضد اور مخالف چیزوں سے نفرت و بیزاری کر لینا جس تعریف کی بنا پر تمام دنیاوی خواہشوں اور مذہب پر چلنے والوں کا عمل ہے کہ جس شئے کو وہ چاہتے ہیں پہلے اوسے پورا کرتے اور اوسکی مخالف روکنے والی چیزوں سے نفرت کرتے ہیں اسی نفرت و بیزاری کا دوسرا عربی لفظ برات یا تبرا ہے۔ قرآنمیں جابجا شیطان کفار مشرکین منافقین سے خدا نے اور اوسکی تعلیم سے انبیا نے نفرت اور لعنت ظاہر کی ہے۔ بچہ ہو کر بڑا سب اپنی پسندیدہ شئے کیساتھ محبت اور ناپسند و ناگوار شئے سے خود کو بری کر لیتا اور اوسکو برا کہا کرتا ہے۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ خدا نے اول اپنی محبوب پسندیدہ شئے کیا پیدا کی اور کس نے خدا کی رسولؐ کی قرآن کی اور آل رسولؐ کی اطاعت و محبت کی اور کس نے انکے دشمنوں سے محبت کی۔ اوس نے پہلے نور پیدا کیا جس کے دو حصے کئے پہلے کا نام محمدؐ دوسرے علیؑ رکھا پھر نور محمدؐ سے فاطمہؑ کا نور اور علیؑ کے نور سے حسنؑ حسینؑ کا نور شگافتہ ہو کر پیدا ہوئے اسلئے یہ پنجتن لولاک لما خلقت الافلاک کی بنا پر زمین آسمان کی پیدائش کا سبب ہوئے اور پیدائش دنیا سے ہزاروں برسوں تک خدا کی تسبیح و تقدیس کرتے رہے۔ پھر انھیں کے نور سے فرشتے آسمان زمین بہشت چاند سورج ستارے وغیرہ پیدا ہوئے

حدیث نور۔ اَنَا وَعَلِیٌّ مِنْ نُوْرٍ وَّاحِدٍ یعنی میں اور علی ایک نور سے ہیں اسکے
علاوہ اس حدیث نور کو مختلف الفاظ کم و بیش کے ساتھ راویوں نے بیان کیا ہے اور رسول کے
نور سے چار نور نکلنے کی تصدیق کی ہے۔

خدا نے انسان کی تاریکی خواہ دماغی یا باطنی ہو دفع کرنیکے لیے انبیاء و اوصیا
کو بھیجا اور انکے ہمراہ بقدر ضرورت قوانین کی کتابیں مقرر کرکے بھیجیں چاند سورج اور
ستاروں سے دنیا کی ظاہری تاریکی کو دور کیا۔ نباتات جمادات کو رنگ روپ دیا
مختلف لذتیں عطا کیں۔ اور اس نے جسطرح آدمی کو اپنی معرفت اور منفعت دینی و دنیاوی
دینے کے لیے ہر خطہ میں آدم سے لیکر رسول تک لاکھوں نبی اور بضرورت انکے لیے
مددگار وصی یا خلیفہ اپنے پسندیدگی سے خود مقرر کیے انبیا میں خاص صفتیں عطا کیں
جو عام انسانوں میں نہ تھیں اور اسیطرح سے رسول کے زندگی میں انکے چچازاد بھائی
اور داماد علی کی بذریعہ اپنے نبی اور جبرئیل امین لاکھوں مسلمانوں کو جمع کرا کے تخت خلافت
پر قائم کر کے تاجپوشی کرائی اور سب مسلمانوں صحابی و غیر صحابی و ازواج موافق و مخالفین
سے بیعت لیکر مبارکبادی اور سب سے ولایت اور حکومت و امارت علی کا اقرار لیا
سیکڑوں آیتیں اور حدیثیں زبانی رسول کے علی و اہلبیت کی فضیلت اور تصدیق
خلافت آئمہ اثنا عشر کے بابت بیان کیں اور جو بیجا برتاؤ خلفاء و صحابہ نے خاندان رسول
کیساتھ قرآن کے ساتھ اور خود رسول کے ساتھ کیا اور انکے ایمان و محبت کا اندازہ
اور اسلامی جنگی خدمتیں سب کچھ تواریخ و تفاسیر اور احادیث میں اہل السنن کے یہاں
بقدرت خدا جمع کی گئیں اہل تشیع کے لیے کافی ذخیرہ بنگئیں۔ انھیں اہل سنت کی
کتابوں کے ذریعہ شیعوں کا ایمان صحابہ ثلثہ کے کفر پر اور محبت خاندان رسول پر

اعتقاد اور بھی مضبوط ہو گیا اور بعض علیؑ کے خیر خواہ طرفدار یا غدار ازواج و اصحاب رسول کو (انکے مرتبوں پر شیعہ ناز کرتے ہیں) چھوڑ کر باقی چند اصحاب خلفا اور ازواج سے نفرت یوں بڑھ گئی کہ اونکا برتاؤ قرآن اور رسول کیساتھ دختر رسول نواسہ رسول اور دیگر آئمہ معصوم کیساتھ سچے ایمان اور سچی محبت کا نہ تھا ورنہ شیعوں کو کیا ضرورت تھی کہ اپنے رسول کے اصحاب و ازواج کو برا کہتے فقط خدا و رسول کے حکم سے انکے نافرمانوں کو برا کہنے لگے۔

جن چند احادیث و روایات سے اک منصف مزاج مسلمان کو رسول اور قرآن کیساتھ اہلبیت کے مرتبے معلوم ہو سکتے اور رسول کے بعد خدا و رسول کیطرف سے آئمہ کے حاکم بادشاہ اسلام ہونیکے حقوق صاف روشن ہو سکتے ہیں اور ہر اک کا ناقص ایمان کامل ہو سکتا ہے۔ ورنہ وہ اپنے اعتقادات قدیم سے بہت کچھ خسارہ اٹھائیں گے۔ اپنی ہی کتابوں سے کام لیں مگر عالموں کی رائے سے گریز کریں۔ کیونکہ وہ مذہبی تعصب کو ذرا دیر میں سیٹ دیتے اور کتابوں کے دیکھنے اور شیعوں کی صحبت سے نفرت دلاتے ہیں۔

اب یہاں چند احادیث اور آیات جو کہ شان میں اہلبیت کے وارد ہوئی ہیں درج کیجاتی ہیں جن سے اک حق پسند منصف شخص کو بلا تردد صاف صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ بعد رسول اسلام کے حاکم اور امیر معصوم آل رسول ہی کے سوا دوسرا شخص خواہ کیسا ہی متقی پرہیزگار فرشتہ سیرت کیوں نہ ہو ہرگز خود کو خلافت کا مدعی نہیں کہ سکتا اور نہ دوسروں کو حق ہے کہ علیؑ کے ہوتے ہوئے کسی کو خلافت کیلئے تجویز کرنے پر جرات کر ڈالیں حق محبت خدا و رسول اور ان پر ایمان لانیکے معنی یہی تھے کہ جملہ صفی

غیر صحابی مسلمان علیؑ کو حسب خلافت کے موافق اپنا پیشوا اور دارِ اسلام بدستور مانے رکھتے
تو ہم سب کے ایمان اور محبت و صداقت کو درست جانتے ورنہ وہ محبت و ایمان سے
خارج سمجھے جائینگے خواہ انکو کوئی ایماندار و وفادار بتایا کرے لیکن جبکہ طمع و حرص دنیا کی
مجبور ہو کر اکثر صحابہ اور دیگر عام مسلمانوں نے بیعت خلافت علیؑ کو توڑ ڈالا اور
خود کو خلیفہ رسول بنا لینے کے پیچھے رسول کو بلا دفن کئے چھوڑ ڈالا دین [illegible]
میں چھوڑ چکے تھے تو بتائے صحابہ کا ایمان کہاں ہے صحابی کی محبت کہاں ہی حُب خلافت کے پیچھے تشریف
لیگئی اور پرے خدا اور رسول کی عدول حکمی سے بغاوت بمقابلہ خدا اور رسول قائم ہو گئی
چنانچہ آیات و احادیث اہلبیت علیہم السلام کی شان میں بکثرت ہیں انمیں سے چند یہ ہیں
(۱) سورہ ہل اتیٰ میں آیہ تطہیر انکی طہارت پر اور یوفون بالنذر تا آخر خود
تین روزے برابر بلا افطار کے رکھے اور مسکین و یتیم و اسیر کو سامنے سے کھانا اٹھا کے دیے
پر (۲) آیہ ایثار نازل ہوئی اور خوان نعمت بہشت آیا۔ (۳) آیہ مودت جیسے
اے رسول مسلمانوں سے کہدو کہ میں تم سے اپنی رسالت کا کوئی اجر اور معاوضہ
نہیں چاہتا۔ بس اتنا چاہتا ہوں کہ تم میرے اہل بیت سے محبت کو فرض کرلو
یعنی اسلامی احکام میں فقط انکی اطاعت اور پیروی کرو (صحابہ کی محبت باطل ہو گئی)
(۴) وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِكَ اے رسول اُن
رسولوں سے پوچھ لے جنکو تجھ سے قبل ہم نے بھیجا ہے۔
اس آیت کی تفسیر میں ابونعیم اور تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے کہ شب معراج میں خدا نے
سب رسولوں کو جمع کر کے رسول سے کہا کہ ان سے پوچھ لے کہ تم کس بات پر دنیا
میں مبعوث ہوئے تھے تو سب نے متفق ہو کر کہا کہ ہم لا اله الا الله کی شہادت پر

جنگ جمل) اور مارقین سے (خوارج لوگ) اور قاسطین سے ہمراہی معاویہ جنگ صفین
میں علیؑ سے لڑنیوالے مراد ہیں۔

(۱۴) آیہ تطہیر نازل ہوئی تو آپنے بی بی ام سلمہ کے گھر میں علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ
کو ایک چادر میں لیکر ارشاد کیا کہ اے خدا یہ میرے اہل بیت ہیں ان کو رجس (جملہ خرابیوں)
کو دور رکھ اور بجسم پاکیزہ و نہا رکھ یہ دعا سنکر حضرت ام سلمہ زوجہ رسول نے
کملی میں آنیکی تمنا کی تو رسول نے فرمایا کہ تم اپنے مقام خیر پر ہو۔

(۱۵) وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ۰ لیکن وہ جسکے دائیں ہاتھ میں نامۂ
اعمال دیا جائیگا وہ علیؑ مراد ہیں ابن عباس سے روایت ہے۔

(۱۶) اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ اس آیت
میں پہلے فقرے سے رسول خدا مراد ہیں کہ وہ اپنے خدا کیطرف سے دلیل روشن ہیں
اور دوسرے فقرے سے خاص علیؑ مراد ہیں کہ وہ رسول کیطرف سے اک گواہ رسالت
ہو کر ساتھ آئے اس آیت کو کتاب فرائد السمطین میں حموینی نے اور تذکرہ خواص الائمہ
میں سبط ابن جوزی نے اور تفسیر ثعلبی تفسیر واحدی تفسیر معالم التنزیل معجم کبیر طبرانی
تفسیر ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس کے علاوہ خود علیؑ سے روایت کیا کہ میں
مراد ہوں۔

(۱۷) وَعَلَی الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ کُلًّا بِسِیْمٰھُمْ اعراف پر کچھ لوگ ہیں جو کہ سب کو
انکی پیشانیوں سے پہچان لینگے تفسیر ثعلبی اور دیگر تفاسیر میں رجال سے مراد علیؑ و ائمہ طاہرین
حمزہ جعفر ہونگے کہ وہ دوستوںکو سفید پیشانی سے اور دشمنوںکو سیاہ پیشانی سے صراط پر گزرنیوالوںکو پہچانیں گے

(۱۸) یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰکُمْ صَدَقَۃً ۰

شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۰) سورہ والعصر میں ان الانسان لفی خسر میں بہ حسب مراد ابوجہل ہے اور دوسری پوری آیت میں ایمان لانے اور عمل نیک کرنے آپس میں صبر اور حق کی وصیت کرنیوالے علی مراد ہیں۔ ابن عباس سے حافظ ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

(۱۱) والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار میں علی کی نبی تصدیق رسالت سے انکے سابق اسلام ہونے کو ایک معتبر راوی نے دکھایا ہے جو خانہ کعبہ میں پیدا شدہ

(۱۲) فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال

تفسیر ثعلبی اور تفسیر درمنثور میں علامہ سیوطی نے انس ابن مالک اور بریدہ سے روایت کیا ہے کہ جب رسول نے صحابہ کے سامنے اس آیت سے اپنے اہلبیت کے گھر کی اسطرح فضیلت ظاہر کی "کہ کچھ گھر وہ ہیں خدا نے حکم دیا ہے کہ وہ بلند مرتبہ کیے جائیں کیونکہ انمیں صبح شام خدا کا نام لیا جاتا اور اسکی تسبیح کیجاتی ہے۔ تو یہ سنکر اک شخص نے پوچھا کہ وہ کون سے گھر ہیں جنکے مرتبے خدا بیان کرتا ہے تو رسول نے فرمایا کہ وہ انبیاء کے گھر ہیں۔ تو حضرت ابوبکر کو تاب نہ رہی اور طعن سے رسول سے بڑھکر پوچھتے ہیں کہ کیا علی و فاطمہ کا گھر بھی انمیں داخل ہے تو رسول نے فرمایا ہاں نبیوں کے مکانوں سے بھی بہتر ہیں۔ (جلد ۵ صفحہ ۵۰ سطر ۳۰ مطبوعہ مصر)

(۱۳) فاما نذہبن بک فانا منہم منتقمون ۔ ابن مردویہ۔ فردوس دیلمی اور تفسیر درمنثور میں حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول نے فرمایا کہ یہ آیت علی ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی کہ وہ بعد میرے مسلمانوں کے تین گروہ (یعنے ناکثین بیعت علی توڑنیوالے حضرت عائشہ اور انکے طرفدار اہل

اور خطاب رسول سے [illegible] علی [illegible] رسالت [illegible]

اور تیرے نبی کی نبوت اور علیؑ کی ولایت و محبت کا اقرار لیکر دنیا میں بھیجے گئے

(۵) ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ عالم اہل سنت ابو نعیم اس آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ یہاں نعیم سے نعمت ولایت علیؑ مراد ہے جسکی بابت قیامت میں سب سے پوچھا جائیگا۔

(۶) آیت فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر یعنے اہل بیت سے پوچھو۔

(۷) يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ اے نبی کافی ہے تجھکو اللہ اور وہ جس نے تیری تابعداری کی مومنوں میں سے۔ حافظ ابو نعیم نے مومنین سے مراد علی ابن طالب کو لکھا ہے۔

(۸) فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سِيئَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَقِيلَ هَٰذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ ۝ حاکم علمائے اہل سنت اپنی تفسیر مستدرک میں امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کرتے ہیں کہ جبکہ علی کے مخالفین نے یہ دیکھا کہ علی کرم اللہ وجہہ کا خدا کے نزدیک اسقدر تقرب اور مرتبہ ہے تو بُرے بنائے جائیں گے منھ اُنکے جنہوں نے کفر یعنے انکار کیا تھا نعمت خدا یعنے امامت علیؑ مرتضےٰ سے اور ان لوگوں سے کہا جائیگا کہ یہ بدلہ اوس بات کا ہے جسکا تم دنیا میں یہ دعویٰ کیا کرتے تھے کہ علیؑ کی مخالفت اور اُنسے لڑائی کرنا اک ایسا امر ہے کہ جسمیں کوئی گناہ نہیں ہے۔

(۹) فَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِنْ رَبِّهِ ۝ تفسیر الوسیط واسباب النزول میں واحدی عالم اہل سنت نے لکھا ہے کہ یہ آیت علیؑ اور حمزہ کی

تفسیر ما اک تفسیر نیشاپوری تفسیر بیضاوی تفسیر کبیر وغیرہ دیگر تفاسیر میں اس آیت کا مصداق اور عامل صحابہ میں فقط علیؑ کو بتایا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ حکم کلام خدا جب میں رسولؐ سے راز کی بات کہتا تو خدا کی راہ میں دینار صدقہ دیا کرتا جس عمل کو نہ میرے قبل نہ میرے بعد اور کسی نے کر کے دکھلایا بلکہ پاس بیٹھنے والے رسولؐ کے ساتھ راز کہنے سے رک گئے ڈر گئے اور بچ گئے تو پھر دوسری آیت (۱۹) ۲۸- مجادلہ میں ۱۴ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ بعد کو نازل ہوئی اور صدقہ دینے کا حکم قبل از داری رسولؐ کو ترک کر دیا گیا۔

اس آیت کی تفسیر میں سراج المنیر اور تفسیر نیشاپوری میں ابن عمر سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ علیؑ کی تین خاص باتیں کہ میرے لیے ایک بھی ہوتی تو اپنے لیے کیا کچھ باعث فخر سمجھتا فاطمہؑ سی زوجہ ملنا اور خیبر میں علم کا عطا ہونا اور یہ آیۂ نجوی۔

(۲۰) آیہ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى قسم ہے ستارہ کی جبکہ وہ گرا مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى کتاب ینابیع المودہ اور ذخائر العقبیٰ میں ابن مغازلی شافعی نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اک رات کو مکہ میں ہم قریش کے ایک گروہ کے ساتھ بیٹھے تھے اور ہم میں رسول اللہ بھی تشریف رکھتے تھے کہ اک ستارہ نے آسمان سے ٹوٹ کر زمین کا رخ کیا۔ تو جناب رسول خدا نے اسوقت ارشاد فرمایا کہ یہ ستارہ جس کے گھر میں نازل ہوگا وہ میرے بعد میرا وصی اور میرا خلیفہ ہوگا۔ یہ سنکر لوگ کھڑے ہو کر نظر کرنے لگے تو دیکھا کہ علیؑ کے گھر میں اترا۔ بس بیساختہ بیباک ہو کر حاضرین صحابہ وغیرہ نے رسولؐ سے کہا کہ تو کیا علیؑ کی محبت میں (معاذ اللہ) گمراہ ہو گیا ہے تو رسولؐ کی طرف سے خدا نے سورۂ والنجم میں ستارہ گرنیکی خوشخبری اور خلافت علیؑ کی پیشینگوئی کے بعد مسلمانان قریش کے بیہودہ خیالات کی دوسری آیت مذکورہ یعنے تمہارا صاحب (نبی) علیؑ کی

محبت میں نہ تو بہکا اور نہ گمراہ ہوا اور نہ بغیر ہماری وحی اپنی مرضی سے بولتا ہے تو دیکھ

(۲۱) وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا

جو لوگ ایذا دیتے ہیں مومنین اور مومنات کو بلا کسی قصور کے پس تحقیق وہ اٹھاتے ہیں

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ۝

الزام اور گناہ ظاہر بظاہر

تفسیر بیضاوی میں اور تفسیر معالم التنزیل میں مقاتل سے روایت ہے کہ یہ آیت ان منافقوں کے بارے میں ہے جو کہ علیؑ کو ایذا دیتے اور گالیاں دیا کرتے۔

(۲۲) فَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝
یہ آیت ازواج نبی میں حضرت عائشہ و حفصہ کے رسول کے ساتھ برتاؤ کو ظاہر کرتی اور صالح المومنین سے علی ابن ابی طالب مراد ہیں۔ تفسیر ثعلبی کنز العمال حافظ ابونعیم نے اسماء بنت عمیس سے یہ روایت نقل کی ہے

(۲۳) وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ ۝ حافظ ابونعیم ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ میں ابن عباس سے راوی ہیں کہ یہ خاص علی اور رسول کے بارے میں ہے۔

(۲۴) وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ حلیۃ الاولیا میں حافظ ابونعیم نے اور تفسیر ثعلبی میں اور تذکرہ میں ابن جوزی نے ابن عباس سے اور امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے کہ صادقین سے مراد محمدؐ و علیؑ اور آل محمدؐ ہیں۔

(۲۵) اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝
مسلمانو! بس تمہارا ولی سرپرست اللہ و رسول ہیں اور جو کہ نماز قائم کرتے اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

(۲۶) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۝
ایمان والو! خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اور معصوم خلفائے رسول آئمہ کی اطاعت کرو۔

(۲۷) آل عمران میں آیہ مباہلہ قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِیْنَ ۝

آیت سے پنجتن کی تمام دنیا پر اور کامل الایمان والے اصحاب و ازواج پر فضیلت ثابت ہو
تفسیر کشاف میں علامہ زمخشری نے لکھا ہو کہ نصارے نجران کے مقابلہ میں خدا کے دین
اسلام کیجانب سے صرف وہ پانچ معصوم کامل فرد ین خدا کیطرف سے مقرر ہوئیں جو حقیقت میں کامل
ایمان نوری ذات مالک صفات باعث ایجاد عالم اور مایۂ ناز خدا اور مستجاب الدعوات
ہتیں۔ یعنے محمدؐ علیؑ و فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ حالانکہ رسول کے عزیز قریب ازواج و اولاد
اصحاب اور بھی تھے۔ بلیکن کوئی معصوم اور مقبول بارگاہ نہ تھا اور نہ قابلیت خلافت الٰہیہ کی رکھتا تھا
(۲۸) وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ میں اہلبیت مراد ہیں اور قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ
جمیع تفاسیر اہل سنت مثل معالم التنزیل درمنثور سیوطی وغیرہ میں قربیٰ سے مراد صرف علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں
(۲۹) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

خدا اور اوسکے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان دارو تم بھی اسپر درود و سلام بھیجا کرو۔

امام بغوی کی کتاب شرح السنۃ میں ابن ابی لیلے سے روایت ہو کہ میرے کعب ابن عجرہ
سے پوچھا کہ آپنے رسولؐ سے کچھ سنا ہو تو مجھے بتایئے تو کہا کہ رسولؐ نے صحابہ کے دریافت کرنے پر
فرمایا اپنے ساتھ آل پر اسطرح درود کی تاکید کی کہ کہو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ پس علیؑ کو خلیفہ بلافصل ماننے والے
شیعہ تو بمرضی رسولؐ اوسکی آل پر ساتھ درود بھیجتے ہیں لیکن باقی کل مسلمان آل پر
نہیں بھیجتے۔ اگر بھیجیں گے تو اصحاب ازواج پر بھی بھیجیں گے۔

حدیث ثقلین و حدیث ولایت وصیت و خلافت مرتضوی کی دعوت اور
تکمیل اسلام اور رضامندی خدا کی شہادت معتبر کتاب مشکواۃ باب مناقب علیؑ
میں اور ترمذی میں صحیح مسلم میں زید ابن ارقم سے روایت ہو کہ مقام غدیر خم میں

رسول نے اپنی اُمت سے ارشاد کیا کہ اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ
اَھْلَ بَیْتِیْ لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ
پھر رسول نے علیؑ کا ہاتھ پکڑ کے بلند کیا اور کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارے
نفسوں پر حاکم نہیں ہوں کہا سبکے بلی ہاں بیشک آپ حاکم ہمارے ہیں پس فرمایا
آپ نے اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ پھر آپنے یہ دعا دی اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ
اے خدا تو دوست رکھ اوسکو جو علیؑ کو دوست رکھے۔ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ اور
دشمن رکھ اوسکو جو علیؑ کو دشمن رکھے پس اسکے بعد علیؑ سے عمر نے ہاتھ ملا کر کہا ھَنِیْئًا
یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اَصْبَحْتَ وَاَمْسَیْتَ مَوْلَایَ وَمَوْلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَۃٍ۔ رواہ احمد
اسے احمد حنبل نے روایت کیا ہے۔ مبارک ہو اے ابو طالب کے بیٹے تو میرا اور کل مومن مومنہ کا
مولی اور حاکم ہوگیا۔ بعد اسکے سب صحابہ اور ازواج رسول نے بعد انکے جملہ حاضرین
نے بیعت کرتے ہوئے بَخٍ بَخٍ لَکَ یَا عَلِیُّ کہکر مبارکبادی۔ اور علیؑ کی خلافت کا
سبنے عہد لیا۔ اسکے بعد حسان بن ثابت نے رسول سے اجازت لیکر رسول کے
مقصد (علیؑ کے خلیفہ و امام اُمت مقرر ہو جانے) کو اپنے چند اشعار میں جو اسیوقت
نظم کئے تھے ظاہر کیا ہے جن اشعار کو اور اس جشن خلافت علیؑ کو اہل تسنن کے بڑے علما
نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے چند کتابوں کا نام یہاں لکھا جاتا ہے۔ (۱) ابن مردویہ نے
مناقب علیؑ میں (۲) اخطب خوارزم۔ (۳) خصائص العلویہ (۴) تذکرہ خواص الامہ
(۵) حموینی نے فرائد السمطین میں (۶) کفایۃ الطالب میں محمد بن یوسف گنجی شافعی
نے (۷) رسالۃ الازدہار میں علامہ سیوطی نے (۸) کتاب ما نزل من القرآن فی
علیؑ میں حافظ ابو نعیم نے پورا واقعہ نقل کیا اور اٹھارہ ذیحجہ بروز نصب خلافت علیؑ

مقام غدیر خم پر دوسری آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ تا آخر نازل ہونے کی تصدیق کی کہ خدا نے آج دین اسلام کو مکمل کیا اور اپنی نعمت یعنے خلافت مرتضوی کو تمام کیا اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہوا۔ پس حسّان صحابی رسولؐ نے خطاب کرکے کہا اے گروہ مشائخ قریش! میرے اس کلام کو آنحضرت کی گواہی سے سنو جو کہ آیہ بلّغ ما اُنزل علیک اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کی شان بتاتا ہے۔

(۱) یُنَادِیْھِمْ یَوْمَ الْغَدِیْرِ نَبِیُّھُمْ
بِخُمٍّ وَاَسْمِعْ بِالرَّسُوْلِ مُنَادِیًا
(۲) یَقُوْلُ فَمَنْ مَوْلَاکُمْ وَوَلِیُّکُمْ
فَقَالُوْا وَلَمْ یَبْدُوْا هُنَاکَ التَّعَامِیَا
(۳) اِلٰھُکَ مَوْلَانَا وَاَنْتَ وَلِیُّنَا
وَلَمْ تَرَ مِنَّا فِی الْوِلَایَةِ عَاصِیًا
(۴) فَقَالَ لَہٗ قُمْ یَا عَلِیُّ فَاِنَّنِیْ
رَضِیْتُکَ مِنْ بَعْدِیْ اِمَامًا وَھَادِیًا
(۵) فَمَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَھٰذَا وَلِیُّہٗ
فَکُوْنُوْا لَہٗ اَنْصَارَ صِدْقٍ مُوَالِیًا
(۶) هُنَاکَ دَعَا اَللّٰھُمَّ وَالِ وَلِیَّہٗ
وَکُنْ لِلَّذِیْ عَادَا عَلِیًّا مُعَادِیًا

(۱) غدیر خم کے روز مسلمانوں کے نبی نے منادی کرائی۔ رسولؐ کی منادی تو سب سے زیادہ سننے کے قابل ہے۔ (۲) فرماتے تھے مسلمانو! تمہارا کون مولی اور ولی ہے تو لوگوں نے بلا تامل کہا کہ آپ (۳) ولی ہیں اور خدا ہمارا مولی ہے اور اس امر ولایت میں آپ ہم سے کسی کو بھی نافرمان نہ پائیں گے۔ (۴) پس رسولؐ نے علیؑ سے فرمایا کھڑے ہو کر میں نے تمکو اپنے بعد تمام خلق کا امام اور ہادی کرنا چاہا ہے۔ (۵) پس جو مجھے اپنا ولی سمجھتا ہو وہ علی کو بھی اپنا مولی سمجھنا چاہیے۔ پس لوگو! تم لوگ انکے سچے مددگار اور دوست ہو جانا۔ (۶) پھر آپنے دعا فرمائی کہ خدایا تو علیؑ کے دوستوں کو محبوب رکھ اور جو علی کو دشمن رکھے اُسے تو دشمن رکھ۔

ترجمہ اشعار حسان

از کتاب ما نزل من القرآن فی علیؑ۔ مولف یکے از علمائے سنت حافظ ابو نعیم رح

نوٹ۔ چونکہ قول رسول من کنت مولاہ سے حسان نے امام و خلیفہ کے معنے سمجھے ہوں لہٰذا نے قول رضیتک من بعدی اماما و ہادیا سے صاف ظاہر کر دیا۔

پس مذکورہ بالا اہل تسنن کی کتب صحاح ستہ و دیگر تفاسیر و تواریخ کے ذریعہ تقرری خلافت علی کو اور فضائل و مناقب اہل بیت کو اطاعت و پیروی کی غرض سے نہ مابین عالم اپنی آنکھوں کو بند کریں تا واقفوں کو ان باتوں میں پڑنے سے روکیں خدا اور رسول کے فیصلہ اور حق علیؑ و فاطمہؑ اور محبت رسول کو یوں مٹا دیں تو وہ لوگ یا تو ان واقعات کے انکار سے گمراہ کیے جائیں گے یا اپنی معتبر کتابوں کے یا کہ راوی علما کے جھٹلانے سے گنہگار اور گمراہ بنائیں گے یا کہ سب کو معتبر ماننے پر خدا اور رسول کے اقوال میں ہیر پھیر سے معنوں کو بچا کر خدا اور رسول کے مقصد کو باطل کر کے اپنا مذہب اپنا مطلب خود اپنے ہاتھوں کھو دینگے۔ تمام شد

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتَابِ

اے رسول کہدے کہ اللہ کافی ہے میرے اور تمہارے درمیان (تصدیق رسالت کیلئے) اور وہ جسکے پاس کل کتاب کا علم ہے جس سے فریقین کی کتب سے علیؑ مراد ہیں جنھیں خدا کی کتاب کا پورا علم دیا گیا تھا جنکو خدا نے اپنے ساتھ تصدیق رسالت کیلئے گواہ سچا منتخب کیا تھا۔

آیہ دوم وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَاۗءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ

اور بعض لوگوں میں ؑ وہ ہیں کہ جو بیچ ڈالتے ہیں اپنی جان کو بعوض خدا کی مرضی پر اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے

بفضل خدا یہ حصہ فلسفہ مذہب اور حقیقت اسلام کا تیار ہو کر شائع ہوا اب اہلبیت کا مذہب اور رسول کی نماز اور مسلمانوں کا حشر حقیقت کفر و اسلام تصوف کا انجام اور جدار کعبہ وغیرہ ملاحظہ کیجیے۔

نوٹ۔ یہ دونوں آیتیں صفحہ ۳۶ و ۳۷ کے متعلق ہیں۔ راقم مصور حقیقت۔ ابوالمظفر

۱۵ ۱۳ ھ
۲۲ ۱۹ ء

انقلاب حُسن

حصہ پنجم از کارنامۂ بہار حُسن از مصور حقیقت ابو المظفر

مخلوقات کے حُسن ظاہری کی کیفیت اوپر معلوم ہو چکی اب بیان زمانہ کا انقلاب حُسن دیکھیے
پہلے ہم مطلق انقلاب کے دو حصے کرتے ہیں ایک تبدیلی خدا کے اختیار میں ہے دوسری تبدیلی بندے کے اختیار
میں دیتے ہیں جس تقسیم سے مطلب صاف اور ہر اک کا اختیار جدا معلوم ہو جائے گا۔

(۱) بغرض انتظام بقائے صحت و زحمت بقدر ضرورت مخلوقات کی قدرتی فطرتی یا موسمی تبدیلی خدا کے
قبضہ و اختیار میں ہے۔ وہ ذرا دیر میں جنگل میں منگل کر دیتا دریا کی جگہ شہر اور شہر کی جگہ دریا
کی حکمرانی جاری کر دیتا ہے۔ آندھی آگ اور پانی کے طوفان سے موسموں کے بدلنے سے
کیا سے کیا بنا دیتا ہے۔ یہ انقلاب اضطراراً باختیار الٰہی ہے۔

(۲) دوسرا انقلاب حضرت جن و انسان کے ہاتھ میں ہے کہ وہ آسمانی مقررہ باتوں پر تو
واقعی مجبور ہے کچھ اسمیں تغیر نہ کرکے جنوں کو چھوڑ کر پہلے انسان کو دیکھیے کہ وہ خود اپنے ظاہر و
باطن میں اپنی یا کہ غیر کی مقبوضہ چیزوں میں فرش زمین کی کل چیزوں میں انقلاب عظیم پیدا
کرنے پر ہمہ وقت تیار رہتا ہے ایک حالت ایک عادت پر ایک وضع قطع پر وہ رہنا نہیں چاہتا
یہ تغیر اسکی حُسن جدت اور تلون طبیعت سے بسبب اختلاف مزاج آب و ہوا مختلف ہوا کرتا ہے
اب ہم قدرتی انقلاب الٰہی انتظام کو چھوڑ کر حضرت انسان کی نئی شگوفہ کاریاں جن کا نتیجہ دکھاتے ہیں

خدا کے حُسن اعتدال میں جن و انسان کا تصرف

قوم جن ہوائی اور آتشی مخلوق انسانوں سے کم نہیں اور وہ بھی
بہت سے مذہب رکھتے خدا کے موافق کم مخالف بہت زیادہ ہیں اور
آدم نے اپنی ابتدائی نسل سے حسب اختیار ترقی زمانہ ہر خطہ و جزیرہ والے نے اپنے ملکی تہذیب رسم و رسوم
اور لباس کی قطع برید میں جیسی ضرورت جیسی خواہش ویسی ترقی کی جسکا معیار وضع کسی کے
اختیار میں نہیں ہے۔ ان معیار صحیح اسقدر عرض کرنا ضرورت ہے کہ ہر خطہ والے اپنی ملکی چیزوں سے

وابستہ ہوگا تقلید بیجا نہ کریگا تو وہ پابند وضع قومی و ملکی ہرگز نہیں ہو سکتا اور نہ قوم میں ملک میں انگشت نما ہوگا مگر ہندستانی تقلید بیجا کی نقالی میں خاص ہیں اگرچہ غیر ملک کے لوگ بھی تقلید سے خالی نہ ہونگے لباس کی وضع کاٹ تراش میں ٹپیکل یعنی لوگوں نے پیچھے ہو اپنے خیالات میں وضع حرکت نسوانی مردانی خصوصیات میں ابتدا ہی سے انقلاب پیدا کر دیا ہے۔

(۱) دماغی خیالات میں انقلاب خدا نے اور سارے آسمان زمین کو ایک ہی خالق نے پیدا کیا تھا باوجود اس ونقین جناب آدم وغیرہ انبیا اس کے ایک خدا کی معرفت نہ چاہی نہ اپنے زمانہ کے ہادی رہنما کو باوجود معجزات کے پیمبر الٰہی سمجھا بلکہ اپنی مرضی سے ہر ایک شخص نے مخلوقات میں سے ہزاروں خدا بنا ڈالے۔ مذہبی پیشوا بنا لیے ان کے جدا جدا نام اور جدا جدا طاقتیں خود عطا کر دیں وحدت یا کہ نبوت و خلافت الٰہی کو پارہ پارہ کر دیا معیار حسن اعتدال سے خود کو ہٹا دیا۔ ہزاروں مذہب نکلے بگڑ گئے اور بنتے جائینگے۔ خود مسلمانوں نے جنکی اسلامی وحدت مسلم تھی ایک اصول و فروع پر ایک نماز رسول پر اتفاق نہ کیا اپنے اعمال کی بربادی سے ابتک خوف نہیں کھایا کہ رسول کے ایک طریقہ کے خلاف جسکا ذاتی ہاتھ بڑھے یا گھٹے گا دینی اعمال کو باطل کریگا ایسی گفتگو کو بد تہذیبی بداخلاقی تصور کیا جاتا ہے جس حیوان کی نر و مادہ باطنی خصوصیات کے ساتھ اسکو ظاہری خصوصیات بھی قدرت سے امتیازی عطا ہوئے تھے جنکے اعتدال پر باقی رہنا نہیں چاہا بلکہ عورتوں نے مردانی صورت میں خود کو لانے اور مردوں نے نسوانی اداؤں میں علانیہ عورتوں کے ہمراہ مساوات دکھانے میں خاص کر فخر و ناز سمجھا ہے جس انقلاب کا قدرے نقشہ کھینچا جاتا ہے جو کہ دلچسپ اور قابل عبرت و غیرت ہے اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ کہاں تک خدا کے قدرتی نظام پر

انقلاب حسن کی صورتیں
بیحیائی اور حیا کی مورتیں

ابتدائے نسل آدم سے عورت مرد میں تمیز پیدا کرنے کیلئے جہاں قدرتی جسمانی خاص علامتوں سے

ان میں امتیاز دیا تھا وہاں فطرت انسانی نے از خود حیا سے مطابق آب و ہوا اور رفتار زمانہ ہر ایک نے اپنے مناسب اپنا لحاظ جداگانہ رکھا۔

مثلاً اگر قدرت نے مرد کو داڑھی مونچھیں دیکر اسکی جداگانہ شان ظاہر کی اور عورت کو سر کے بال بڑھانے اور آواز نرم و سخت میں ہاتھ پیر و دیگر اعضاؤں میں بہت کچھ بہ نسبت سلف سے جیسا فرق رکھا تھا ویسا ہی عورتوں نے مردوں سے جدا صورت حیا قائم رکھی اور دیگر اعضا کے چھپانے کے ساتھ اپنے سر سینہ کو چھپانا یا بقدر علم و تجربہ بقدر ضرورت ماحول کرتہ اور پاجامہ کے سوا دوسرے چھوٹے بڑے کپڑے یعنی دوپٹہ چادر یا اور زیادہ برقع سے تمیز دی غیرت نسوانی نے کم از کم چہرہ اور سینہ یا کل سر پا کو چھپانا بہتر سمجھا سو غالب حصہ سینہ و چہرہ چھپانے والی عورتوں کا نکلے گا۔ یورپ امریکہ جرمن فرانس و غیرہ ملکوں کی کنواری لیڈیوں کے چہرے جالی دار یا باریک کپڑے سے بوجہ حیا ڈھکے ہوئے انکے کنواری ہونے اپنی حیا پر باقی رہنے کا ثبوت تھا۔

غرضکہ عورت و مرد دونو نے اپنی ابتدائی وحشیانہ برہنگی حالت سے تن کو کسی طرح ڈھانک ڈھکا کر جانوروں کی برہنہ عیب دار صفت سے خود کو ممتاز کرکے افضل و اشرف بنا لیا۔ اور روز بروز جسم کے چھپانے اور لباس کی وضع قطع میں باریک سے باریک اور قیمتی لباس سے ایک مہذب انسان بننے میں ترقی کی جس سے انسان تو اشرف اور مہذب کہا گیا اور جانور بدستور وضع قدیم برہنگی پر باقی رہنے سے انکے ذلیل و خوار خادم بنا دیے گئے جس ترقی سے یہ عیاں ہو گیا کہ انسان مرد ہو کہ عورت جتنا وہ خود کو لباس سے زیادہ ڈھکے گا اور عوام کی بے تکلفی سے جسقدر بچے گا جسقدر کسی مہذب کے سامنے مقابلۃً کم آئیگا اسقدر زیادہ اسکی عزت اور وقعت تجربہ سے بڑھتی نظر آتی ہے۔ اور جسقدر وہ خود کو علانیہ سب کے سامنے بے تکلف بنائیگا آزادانہ ہنسی مذاق کا عادی ہوگا اور بدن کو جتنا کم ڈھکے گا اور کم کرتے کرتے خود کو برہنہ مادر زاد بنالے گا ویسا ہی عزت کے لحاظ گھٹے اور وحشت و ذلت کے مدارج بڑھتے بڑھتے آدمی کو ایک دیوانہ پاگل وحشی جانور بنا ڈالینگے خواہ وہ کسی بیماری محبت واتمی و علالت نے اسے مجنون بنا دیا ہو یا کہ اسقدر ترقی سے مہذب انسان کہلا کر پھر وہی اپنی اصلی حالت قدرتی جامہ برہنگی پر لوٹنے کی رغبت تھرکی کرنے نے اسے پاگل بنا کر اور اپنے مہذب اور ہم ترقی سے پھر جانوروں میں لا دیا ہو غیر اپنی ترقی کے بعد برہنہ حالت پر لوٹنے کی خوبیاں کوئی قوم خواہ کتنی دکھائے وہ اسے مبارک لیکن وہ تا قیامت ایک مہذب انسان کہلانے سے خارج رہینگے۔ جنگلی وحشیانہ زندگی سے بجز اذیت و نقصانات ایذا و شماتت اور کچھ حاصل نہوگا۔ اب اس انقلاب کی مختلف شاخیں دیکھنے چاہیے کہ کیا سے کیا ترقی کی تھی اور بعض پست لپند قوم نے خود کو پھر وحشی بنا لینا ہی بہتر سمجھا۔ تھا اب پھر سے مذکورہ بالا ذلت وحشت اور حیا و عزت کے مسائل انقلابی کیفیت رکھیے۔

(۱) مردانی مقررہ ظاہری علامتوں میں انقلاب حسن

دیکھا اہل ہنود مردوں میں ڈاڑھی مونچھ بھووں اور سر کے کل بالوں کو صفا کر کے کریا کرم کرنا علامت غم قرار دیا گیا تھا۔ اسکی ایسی مشتبہ حالت دیکھ کر ایک اجنبی شخص کو اس مرد پر نسوانی شبہ ہو جاتا اور عاقبت کار اسے غم کی علامت سمجھتا تو کچھ بیجا نہ تھا لیکن اب تو کچھ عرصے سے بعضوں کی خاص علامت غم بھی نہ رہی اور نئی تہذیب کی تقلید میں ہند و غیر ہند کے ہندو مسلمانوں بلکہ دیگر قوموں اور باشندوں نے عام طور پر غیر ملکی تقلید بجائے اپنی ڈاڑھی مونچھ اور سر کے بال قینچی سے مونڈوا کر نرے باوا جی سادھو بن گئے یا کترا کر مردوں نے عورتوں کے مقابلے اپنی مونچھوں کے گھٹانے بڑھانے میں اپنے حسب مرضی صورتیں بنانے لگے۔ علاوہ اسکے مردوں پر کچھ نسوانی ادائیں ایسی بھا گئیں کہ جنکو وہ زیادہ تر اختیار کرنے لگے۔

جن کی مختصر کیفیت یہ ہے۔ ہیجڑوں، زنخوں، بھانڈوں اور تھیٹر کے ایکٹروں کو زنانی صورتیں بنانے پڑتے ہیں مجبور دیکھ کر اچھے خاصے نوجوان اور بڈھے بھی ڈاڑھی مونچھیں صفا کرا کر گالوں کو پان کی گلوری سے پھلا کر منہ کو کتھے چونے کی کلھیا بنا کر کمر کسے ہوئے اور سینہ کے بٹن کھلے رکھ کر سینہ کو کشادہ اور قمیص کے بٹن دکھانے ہونٹوں کو سرخ آنکھوں کو سرمگیں کرنے کے بجائے انگلش لیڈی رواج لگا کر بائیں ہاتھ سے سلام کرنے گھڑی گھڑی ٹیک جب ساعت کا منہ دیکھنے چنٹ دار یا کھلے پائنچوں کے پاجامے لمبے یا گھیر دار کے پہننے تنگ پیچی جانے صوفیانہ کپڑوں ساڑیوں اور کالکوں میں نسوانی ساری ادائیں اور چالیں دکھانے۔ آوازیں نرم و نازک بنانے والے عیبوں کو ہنر سمجھنے لگے

(۱) عورتوں کے قدرتی سراپا کی تراشیدگی لباس زیور طرز روش اور پردوں میں انقلاب

عورتوں کی ڈاڑھی مونچھ تو تھی نہیں جو اڑا دی جاتی ہاں مردوں سے ظاہری فرق ہونے کے لیے سر کے لانبے بال بڑی نعمت دیئے گئے تھے کہ وہ جسقدر لانبے ہوتے خوبصورت اور باعزت عورتوں مردوں کی نگاہوں میں سمجھے جاتے اور ہر عورت حسب مرضی انھیں بنانے سنوارنے بڑھانے اور رنگ باندھنے کی مختلف ادائیں دکھانے کو نہایت فخر اور چوٹی کی بات سمجھتی تھی۔ ان کی ناک اور چوٹی علامت عزت اور ناک کٹنا درجہ ذلت و رسوائی قرار دیا گیا تھا ناک چوٹی

کاٹنے والے مرد کو سزائے حبس اور عورت کو تاحیات بجز ذلت کے عزت نصیب نہو سکتی۔ اپنی ناک چوٹی کو عزت اور کٹ جانے کو ذلت سمجھنے میں تقریباً ہر ملک و دیار کی کل شریف قومیں متفق تھیں لیکن کچھ تیس برس سے جبکہ غیر ملک کی عورتوں مردوں نے مذکورہ بالا قانون حسن کو توڑنا اختیار کر لیا اور وہاں عورتوں کے حسن کی حجامت ہونے لگی انکی عزت پر قینچی چلنے لگی تو وہاں کے انقلاب نے ہند کی باشندہ میموں پر اور وہاں جانے والے ہندوستانیوں نے جدید وضع دیکھکر اپنی عورتوں کی چوٹیوں پر ہاتھ صاف کر ڈالا یا کر بجا طبیعت محمد ﷺ دیکھا دیکھی اپنے حسن عزت دلانیوالی چوٹی خود کٹوانے پر سبقت کر ڈالی۔

جبکہ لانبے بال کٹنے لگے اور نوجوان عورتیں لڑکیاں پٹے رکھاکر ہندی بھائیوں کے جوڑے نظر آنے لگیں تو انمیں ظاہری فرق کیا باقی رہگیا۔

لباس کی وضع میں انقلاب

یہ تو اوپر ثابت کر دیا گیا کہ اعضائے جسم کو جسقدر چھپایا جائیگا اوسقدر عزت شان زیادہ بڑھے گی اور جسقدر آدمی کے اعضا زیادہ کھلے رہیں گے اتنا عزت میں فرق آئیگا مثلاً اگر عورتیں یا کہ مرد اگر اپنے گھر کی چار دیواری میں بے تکلف اعزا اور احباب میں حسب بے تکلفی اور سادہ حالت واسکٹ لنگوٹی جانگیا گھر والے سلیپر پہنے۔ ننگے بدن کھلے سر رہنے میں کچھ عیب نہیں سمجھتے مگر باہر نکل کے سرکاری ڈیوٹی بجالانے شان دکھانے میں کل باتوں کو معیوب سمجھتے تھے لیکن کچھ زمانہ سے نیکر اور آدھی آستین کی قمیص کے رواج نے مذکورہ شان کو توڑ دیا اور رواج ہوگیا کیجبکہ نیکر نے انکی شان باہر نکل کے ملازمت بجالانے پر بھی بنادی اور ہر محکمہ کے چھوٹے بڑے عہدہ دار کلکٹر سپرنٹنڈنٹ وغیرہ اپنے اپنے منصبی فرائض سمجھکر بلا تکلف اپنی شان بدستور دکھانے لگے۔ جاتا رہا کی بدتہذیبی نیکر کی بنادی اور کھلے سر رہنے کی بدتہذیبی مدت سے جاتی رہی۔ ایسی ہی آدھی آستین کا قمیص یا کہ مختلف رنگین چھیٹوں کا پیوند دار قمیص پہلے معیوب تھا اب رواج نے خوشنما بنا دیا۔

دیگر باتوں میں انقلاب

سر تو خود ہی تمام اعضا میں معزز اور سردار چیز ہے کو دوسرے ذرا بستہ چیزوں میں ہیٹ کو اور اسیطرح سے کتابوں کو جن سے انسان آدمی اور صاحب عزت بنتا ہے یورپین کو کالجوں اور جلسوں کے موقع پر میز کے نیچے پیر رکھتے ذراتے دیکھا تو بعض ہندوستانی بھی دیا کرنے لگے اور معیوب نہیں سمجھتے۔

ہاتھ ملانا نئی تہذیب سے جُڑا ہو گیا اب ایک ہاتھ سے ہاتھ ملانا بڑا تہذیب یافتہ بنجانا ہے۔

(۴) بیجا خود ہاتھ کا ملانا ہی معیوب تھا لیکن رواج اور بھیڑیا چال ایک ایسی بُری بات ہے کہ جیسے آگے معیوب اور بد تہذیب تھے ابھی کبھی باقی ہے جیسے ڈھیلے سے استنجا بجائے صفائی سب کے سامنے طلانیہ سوکھا ہ غور کیا جائے بڑی بد تہذیبی ہے اور ہاتھ کی انگلیوں پر کنگھیوں کا چیانا بجیوں کی جڑوں کو بیکار کیا جانے لگا اور ہمہ فیشن ہو گیا پھر اگر ہندوستانی بجائے کنگھیوں کی زنجیروں کے بنی ہوئی بیتی یا کرنیبک ٹکڑے کو انگلیوں پر بجاتے نکلنے لگیں تو وہ بھی پسند امیاب ہو جائے تو تعجب مصداق کی کیا بات ہے بجائے شیک ہینڈ پیر کا پیر سے ملانا فیشن ہو جائے تو کیا بیجا ہو گا۔

ہے کوئی مفتن کہ جو رواج یافتہ کے حُسن کو قبیح کرکے باطل کردے اور وہ انگشت نمائی ہے اصل جلتہ عرب عجم اور ترکستان و افغانستان کے عورتوں مردوں نے اپنے ملکی لباس میں تبدیلی کی۔ انگریزی فیشن میں آنے لگے مگر دینی ٹوپیوں کو بدستور قائم رکھا لیکن ہمارے ہندی بھائی خواہ وہ انگریزی پڑھے بھی نہوں سراپا لٹے ہوں سر ہیٹ پتلون کے سراپا انگریز بن کر پتلون پر ہاتھ ڈالے سر کو اوپر نیچے کرتے ہوئے بائیں ہاتھ سے گھڑی گھڑی وقت کا منھ دیکھتے اسی سے جواب سلام دیتے۔ اگر طبیعت موافق ہوئی نہیں تو سر کا اشارہ عاقل کو کافی ہوتا ہے۔ جیسے ٹھاٹھ سے سائیکل لیے ہوئے نکلنے کو فخر جانتے سراپا یورپ بنا کہلوانا اچھا سمجھتے ہیں۔ ہندی عورتیں میموں کے سایہ سے نہ بچ سکیں وہ بھی دینی اداؤں کو بھول گئیں غریب سادہ مزاج عورتوں سے بات کرنا نہیں مانگتیں نہ صاحب ہی کالے آدمیوں سے بولنا مانگتا ہے یہ بھی ضمنی انقلاب ہو تو ایسا تو ہو

(۱) در پردہ لباس زیور اور پردہ میں انقلاب

اگرچہ زیور قدیم سونے چاندی کا پورا یا عورتوں کا گھٹ گھٹ کر کمی میں آنے لگا تو صباحت کی کمی سے بہتر تھا مگر اسکے ساتھ ہی میموں کے قیمتی سایہ اور ساریوں نے بیجا خرچ بڑھایا عورتوں کی در پردہ خاطرداری اور یورپ کی تقلید میں مردوں کی حقو نیز پردہ پڑ گیا اور انھیں کی گانے لگے منہ کھلی عورتیں اور بھی آزاد ہو کر سر پر چڑھنے لگیں دینی حد سے گزر کر مردانی شان دکھانے لگیں۔ بیجا حقوق جتانے لگیں میلوں تماشوں اور جلسوں میں جانے لگیں اپنے مردوں کے دوستوں سے ہاتھ ملانے اور زبان کو چلانے لگیں۔ تو سچ بتائیے کہ ایسی آزاد کردہ قمری مذہبی قانون کے شکنجے میں پھر کیسے پابند ہو سکتی ہے۔

در اصل عورتیں خود دینی حقیقت بھلا چکی ہیں نسوانی شان چھوڑ کر مردانی شان میں آنا پسند کرتی ہیں

ویسے ہی خیال کے مرد مل گئے ایک مجبور۔ وہ کیوں بہت سے خود دیوانے ہو گئے اور پابند وضع قدیم پردہ دار عورتوں کو بنانے لگے۔ لیکن اپنے کھلے عیبوں کو عیب نہیں سمجھتے۔ افسوس اگرچہ ہم نے رسم پردہ پر عقل و تجربہ کے موافق مفصل کتاب انقلاب حسن لکھی ہے لاجواب بے نظیر ہے لیکن یہاں بھی مختصراً اسکے بابت اپنے بھائی بہنوں کی خدمت میں بغیر آیت حدیث کے چند معمولی موٹی کھلی باتوں سے اپنا اسلامی پردہ کی عزت رکھنا چاہتے ہیں۔ منھ کھول کر اپنے اسلام اور ناموس کی پردہ دری نہیں کرنا چاہتے۔ ان کی امانتوں میں خیانت کرنے سے خود کو مجرم بنانے اپنی عورتوں کی بے عزتی سے خدا اور رسول کی توہین کرنے پر جرأت نہیں کرتے۔

جبکہ اوپر چند فقروں میں شان و شوکت اور عزت آبرو بنانے بڑھانے والا یہ قانون دنیا یا کہ خدا کا ظاہر کر دیا کہ بلا تخصیص کسی فرد عورت ہو کہ مرد بغیر مقامی خصوصیت کے جو بھی کوئی جسقدر زیادہ اعضائے بدن کو ڈھانکے گا اور جسقدر وہ عوام و خواص کی آزادانہ بے تکلفی سے خود کو بچائے گا چھپائے گا گوشۂ عافیت میں رکھے گا دوسروں کے ذریعہ کلام کریگا جا بجا نہ پھرے گا۔ زیادہ بکواس نہ کرے گا۔ اتنی ہی اس کی عزت اور شان بڑھے گی اور جتنا کھلے منھ بکواس کروگے جا بجا مارے مارے پھروگے ہر گھڑی ہر اک سے ملتے جلتے رہوگے آپ کی دو کوڑی کی بھی عزت نہ رہے گی پہلے تو اس عقلی تجربہ کے قانون کو توڑیئے سب سے روشن آفتاب جیسے کھلے چہرہ پھرنے کی قدر اہل عالم کیوں نہیں کرتے اور فقط ڈھائی روز غائب ہو جانے پر انتیس کے چاند کو کیوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ دیکھکر ہلال نو کی قدر کرتے ہیں شاہان وقت خاندار حاکم۔ امرا علما حکما کے مانند شان بنانے والوں کو پہلے جلمنوں چقوں سے نکال کر باہر پھرایئے ان کی حیا و عزت کو باقی رکھیے پھر عورتوں کی پردہ دری کیجیے۔ غیبی چیزوں کو سامنے لایئے خدا کا دیدار ابھی کسی مقررہ شکل میں کھایئے قیامت میں نہیں بجائے پیغمبروں کے امت پھرایئے بجائے وزیروں واسطوں کے بادشاہوں کو حاکمان بالا کو روزمرہ جا بجا پھرایئے اور ان کی عزت و شان چند روز ہی قائم رکھ لیجیے تو ہم جانیں۔۔

اب ہم خطہ جزیرہ ہر ملک کو دیار کے سامنے دو چیزیں ایسی پیش کرتے ہیں کہ

کہ جب یہ دنیا کے تمام لوگ متفق نظر آئیں اور کسی کے نزدیک ذرا بھی مخالفت نہ پیدا ہو سکے

۱۔ ایک خواہش عزت و آبرو اور منافعہ کی طلب ہر کسی کو ہوا کرتی ہے۔

۲۔ دوسرے بدنامی بے عزتی اور مضرت و نقصان سے مخالفت نفرت سب کو ہوا کرتی ہے جبکہ تجربہ سے فطرت انسانی عزت و آبرو نام و نمود اور منافع کے حاصل کرنے یا باقی رکھنے نقصان و ضرر اور بے عزتی رسوائی سے بچنے پر متفق ہے تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ عزت و آبرو اور نام و نمود کی طلب یا اس کا باقی رکھنا کن صورتوں کے حاصل کرنے اور کن حاصل شدہ صورتوں کے مخفی اور محفوظ رکھنے پر منحصر ہے اور عزت و نمود کا مٹنا یا کہ ضرر و نقصان کا حاصل ہو جانا کن صورتوں کے اظہار کرنے اور کن صورتوں کے چھپانے پر موقوف ہے۔

وہ صورتیں جنکے حاصل کرنے یا کہ ظاہر کرنے اور خرچ کرنے سے عزت اور نام و نمود حاصل ہوتی یا کہ باقی رہتی وہ ہر قسم کے علم و ہنر اور فنون کا محنت و ریاضت سے حاصل کرنا۔ دولت و ثروت زر و جواہر کا کمانا اور اس کو اپنے اور دوسرے کے فائدہ رسانی ملکی مذہبی معاملوں میں کام میں لانا۔ جن کو جسقدر زیادہ صرف کیا جائے گا اسقدر اُسکی شہرت اور عزت و منفعت بڑھے گی اور اگر دولت حاصل کرکے اسکو کسی کام میں نہیں لاتا ہے تو اس کا حاصل کرنا بیکار ثابت ہوگا۔ اب اگر ایسا اتفاق ہو جائے کہ علم و ہنر اور مال و دولت کے ظاہر کرنے سے حسد کرنے والوں کی عداوت سے اندیشہ لگا ہو تو ایسی صورت میں علم و ہنر اور مال و زر کا چھپانا واجب ہوگا۔ رہی ایسی چیزیں کہ جنکے ظاہر کرنے میں ذلت و رسوائی اور نقصان و ضرر ہوتا ہے اور چھپانے سے عزت اور منفعت ہوتی ذلت اور مضرت نہیں ہوتی وہ اپنے دل کے بھیدوں کا چھپانا اپنے خانگی معاملات کا اور مال و دولت اور اپنی عورتوں کے حسن ظاہری اور باطنی کا چھپانا اور عزت و آبرو اور جان و مال بچانے کے خوف سے اپنی مذہبی اعتقادی باتوں کا چھپانا وغیرہ کل باتیں حکما کے نزدیک اسلیے چھپانے کے قابل سمجھی گئی ہیں کہ بھیدوں اور اپنے خانگی معاملوں کے ظاہر کرنے سے غیروں کو عیب نکالنے ذلیل کرنے نقصان پہونچانے کا اور خود فائدے حاصل کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

اسکے علاوہ علم وفضل اور کسی فن میں کامل شخص کو مٹانے سے اپنے مذہب کے مخالف شخص کی مزاحمت کرنے پر ہر ایک کو اپنی جان ومال بچانے کے خاطر اپنا مذہب چھپائے بغیر یا کر غیر بجز مخالف کے ہمخیال بنے بغیر کسی فرقہ کے شخص کا کام نہیں چلتا تو ایسی مجبوری پر اپنے مذہب و خیال کو چھپانے اور اپنے دشمن کے قول وعمل کی نقل کرنا بھی عقلاً واجبی ہے۔

اب رہا عورتوں کے ظاہری باطنی حسن کے چھپانے کی ضرورت تجربہ اور عقل سے اسلیے ہوتی ہے کہ اسکے سننے یا اتفاقیہ اور عمداً دیکھنے سے حریص طامع لوگوں کی آتش عشق ومحبت انکی طلب اور تصرف کے واسطے بھڑک جاتی اور بدنیتی سے اپنے قبضہ میں لانے کی زیادہ تر فکر ہوتی ہے۔ لہذا وہ لوگ انکی اور ان چیزوں کے مالکوں کی جان ومال اور عزت وآبرو لینے دینے میں کچھ اندیشہ نہیں کرتے اور امن میں بدامنی پیدا کرنے پر بلا تامل تل جاتے یا یہ کہ خود حسین وجمیل شے کو فنا کر ڈالتے ہیں۔ اگر گھروں کے اندر کے مخفی حسن کو کوئی بدبین نگاہ نہ دیکھتی انکے اوصاف سننے کو کان کھڑے نہ ہوتے تو ہرگز بدامنی اور بدنظمی کی نوبت نہ آتی۔ اور دندان آز کسی کے تیز نہ ہوتے۔

اچھا یہ تو معلوم ہو گیا کہ مذہب اور راز کے ظاہر کرنے مال ودولت اور خزانہ کا حال عیاں کرنے سے خفت ندامت اور نقصان جان ومال اور آبرو ہو جاتا ہے لیکن خانگی حسن ظاہر کر دینے عورتوں کی نقاب اٹھا دینے سے انہیں علانیہ پھرانے سے کیا بے آبروئی ہوتی کیا نقصان جان ومال ہو بجواب کہا ہے کہ جنکے چھپانے پر بے آبروئی اور نقصان جان ومال کیا ممکن نہیں ہو سکتا۔ رذیل وشریف عورتیں ہر قوم کی علانیہ کھلی پھرتی ہیں آخر کون سے جھگڑے نقصان وضرر کے پیدا ہوتے مشاہدہ کیے گئے کہ جنکے انسداد کے درپے ہو کر اسقدر فلسفیانہ قابلیت کے ختم کرنے پر یہ تمہیدیں کسی گئی ہیں۔ اچھا تو اب سنیے کہ علم غیب بجز خدا کے اور بقدر ضرورت بجز انکے خاص بندوں کے عام بندوں میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ نجوم ورمل وجفر اور قیافہ شناس کا علم محدود ہے اور انکی صحیح وغلط پیشین گوئی کا دارومدار حساب اور قواعد پر ہے جسکے حد میں وہ حکم لگا دیتے ہیں واقعہ کے مطابق کرنے کے چونکہ وہ ذمہ دار نہ ہوے نہ ہو سکتے ہیں اسلیے مرداں عاقل انپر اعتبار نہیں کرتے اور نادان عورتیں مرد دھوکے کھا کر خود نقصان وندامت اٹھاتے اور انکی

روٹی سیدھی کرکے خود اُلٹے بیوقوف احمق کہے جاتے ہیں۔ جبکہ ان کی کل ضربیں اور پشینگوئیاں بے اعتبار اور نقصان و ندامت وہ ثابت ہوئیں تو اب بتائیے کہ ناواقف شخص کسی کی دولت حسن یا کہ زر و جواہر کے بغیر سُراغ لگائے خود چوری نہیں کرسکتا۔ ہشیار سے ہشیار ڈاکو بغیر پتہ چلائے ہر کسی کے گھر پر ہر اک رات بھر بیہودہ ڈاکہ نہیں ڈال سکتا فضول اپنا وقت اپنی جان یوں برباد نہیں کرتا۔ بغیر خود دیکھے یا کہ معتبر ذریعوں سے پتہ نشان چلائے کسی شے کے قبضہ میں لانے پر کوئی کامیاب نہیں ہوسکتا تو بتائیے کہ مخفی حُسن کو بغیر دیکھے یا سُنے ہوئے کیسے کسی کے دل میں آرزوئے دید اور طلب پیدا ہوگی جبکہ آتش دیدار اور طلب کے لگنے یا بھڑکنے کا کوئی ذریعہ جہان مطلق نہوگا تو اجب و مراتعات کے پردہ نشین پڑے رہیں گے تو پھر ہر قسم کے حریص کی طمع اپنی جگہ پہ ہر عورت کا حُسن اپنے محل پر بدستور بغیر خلل و ضرر رسائی تمام اور چشم بدبین سے محفوظ رہے گا۔ یوں کوئی شخص پتہ نشان چلا کر کسی کے مال پر ڈاکہ مارے چوری کرڈالے کسی عورت پر قبضہ کرلے یا کہ وہ از خود کسی سے مل بیٹھے تو اسکے مجرم قانون دینی اور دنیوی سے وہی خود ارتکاب کرنے والے ہونگے لیکن اگر خود ہم نے ہی اک مخفی شے کو بلا ضرورت بلا طلب کسی شخص بلکہ ہر اک دوست و دشمن اور نگاہ بد کے سامنے کردیا ہے تو اب بتائیے کہ اس آگ کے لگانے اور بھڑکانے والے اور آگ لگ جانے پر نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ اُٹھانے والے پہلے وہی ثابت ہونگے کہ جو خود سے باہر آجائیں یا اپنے سرپرستوں کی مرضی سے کھلم کھلا ہوجائیں۔ اب رہا یہ کہ نرو مادہ یا کہ مرد و زن کے درمیان ظاہری باطنی نیک و بد اثر قریب ہوکر یا کہ دور سے صورت دیکھ کے پیدا ہوجانے کو (خواہ وہ کبھی مل سکیں یا قانونی مجبوریوں سے انتظامی امور سے نہ مل سکیں) کوئی جبریہ قانون فطرتی اثر کو روک نہیں سکتا۔ جبکہ طرفین کے دلوں میں دور سے دیکھ کر تصویر سراپائے حُسن کھینچ گئی تو بتاؤ کہ کونسی زبردست شے ہے جو اُسے مٹا سکے۔ اور کون سا پانی ہے جو کہ دل میں اُتری ہوئی تصویر کے اثر کو دھو سکے۔

لہذا اس قسم کے فطرتی اثرات و جذبات کو انکے تعلقات کو اور حُسن انسانی کی انقلابی کیفیت کو مفصل طور سے جدا دکھایا گیا ہے جس کا نام انقلاب حُسن کا دوسرا نمبر رکھا گیا ہے۔ فقط

جاں نثارانِ حسینؑ

جس طرح آپ مجالس کے ذریعہ حسینی تبلیغ کو ہر وقت ہر جگہ سنا کر انجام دیتے ہیں اُسی طرح یا اس سے زیادہ تبلیغ کے دوسرے زبردست فریضہ شعبہ کو کتابوں کے ذریعہ جدھر سے انکی اشاعت ہونے کی آواز بلند ہو اپنے کھانے پہننے اور طرح طرح کی آرزوؤں آرائشوں لذتوں کو پورا کرنے کی طرح اپنے نجات دہندہ شفاعت کنندہ حلق بریدہ مظلوم کے کارناموں کو بھی دُنیا میں ہر سال برابر پھیلانے کو واجب سمجھیے مجالس میں ذکر حسینؑ کانوں سے سُن کر ثواب حاصل کیجیے اور کتابوں کے ذریعے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اور غیر قوموں کو دکھا کر ثواب دارین حاصل کیجیے سال میں دو چار روپیوں کو ہرگز عزیز نہ کیجیے حسینؑ کے نام پر آپکی دریا دلی سے ہم بھی اُمیدوار ہیں کہ آپ دیگر ادارہ کی کتابیں طلب کرنے ممبر بننے کے ساتھ اپنے اس دوسرے ادارہ حسینی دارالتبلیغ کی جدید مفید تصانیف کے طلب کرنے اور ڈاکخانہ کے خرچہ سے بچنے کے لیے سالانہ چندہ ۲ عہ سے ممبر ہونے اور پانچ روپیہ کے عطیہ سے اسکی سرپرستی قبول کر خدا و رسول کو خوش کیجیے اور الواعظ اخبار میں اپنے نام نامی کے ساتھ اظہار شکریہ کا ہمیں بھی موقع دیجیے۔

بابت سنہ ۱۹۳۲ء میں آئندہ نایاب کتابیں		بابت سنہ ۱۹۳۲ء مر ۲ عہ میں بہترین کتابیں	
شانِ صبر	کارنامۂ محرم	تصوف نمبر (۱)	مجذوب کی بڑ ۲
فلسفہ قرآن اہلبیت	شیعہ بچوں کی پہلی	مجذوب کی بڑ	تصوف نمبر (۲)
اسلامی صحیفہ	فلسفہ تکلف	اسلامی نیا قاعدہ	تصویر اسلامی اردو قاعدہ
فلسفہ مذہب حقیقت اسلام	انقلاب حسن	ان کے علاوہ حقیقت کعبہ دوسری کتاب کے سال تمام آخر میں چھپ جائیگی	

المبلغ نواز حسین مصور حقیقت ابو المظفر سکریٹری حسینی دارالتبلیغ متصل قلعہ نیا شہر اٹاوہ

جنہیں دنیا میں ... ہوگئے ... | تھی ... خدا ...
... ہوگئے ... | جو ... دنیا ہی کو ... سب ...

فضائل اہلبیت کے تشنہ کاموں کو

نئی خوشخبری

معلوم ہو کہ حسب ذیل کتابیں بہت جلد چھپنے والی ہیں آپ خواہ نخواہ ضرورت سمجھئے ... سلسلہ ... کے ساتھ درخواست بابت قبولیت ممبری وطلب کتب مطبوعہ ہمارے پاس بھیجئے اور ہمیں آپکے نام نامی کو شکریہ کے ساتھ اخبار الاعظم میں شائع کرنے کا موقع دیجئے۔

[illegible]

[illegible]

Reçu N. [illegible] Dior